ہفت روزہ
# الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۱/مئی ۲۰۰۴ء | یکم/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ ہجری قمری ۲۱/ہجرت ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی | شمارہ ۲۱

## امام ڈھال ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

## توبہ کا دن جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک ہے

’’سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا مبارک ہے۔لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی۔ اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ؛ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اُسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے اللہ تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ ۔(البقرہ :۲۲۳) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری شرط ہے؛ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا، بچایا جاوے گا۔ اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔ (ملفوظات جلد چہارم ۔ ص ۱۱۴۔۱۱۵ جدید ایڈیشن)

## اجوکورو میں احمدیہ ہسپتال کا معائنہ، نو تعمیر شدہ مسجد کا افتتاح

## جماعت اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز

## اپاپا ہسپتال میں ایک نئے ونگ کا افتتاح ،رقیم پریس کا معائنہ

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورہ مغربی افریقہ کے موقع پر نائیجیریا میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔لندن)

**۱۲/اپریل بروز سوموار:** صبح ۵:۵۰ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد احمدیہ اوجوکورو میں نماز فجر پڑھائی۔ اس کے بعد ساڑھے نو بجے حضور انور احمدیہ ہسپتال اوجوکورو کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ محترم ڈاکٹر مرزا طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اوجوکورو اور عملہ کے افراد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ ہسپتال کے عملہ کا تعارف کروایا گیا۔ ازراہ شفقت حضور انور نے سٹاف کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد ہسپتال کے مختلف شعبہ جات لیبارٹری، ECG روم، استقبالیہ، ڈاکٹر صاحب کا دفتر اور وارڈز کا معائنہ فرمایا۔ یہ ہسپتال وسیع و عریض اور خوبصورت ہے اور دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

## فرمودات خلفاء

سورۃ التطفیف کی تفسیر میں ایک نفسیاتی نکتہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست نفسیاتی و اخلاقی نکتہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر عمل اپنا اثر چھوڑتا ہے۔ ہر عمل کا اثر وہی نہیں جو اس عمل کے ساتھ متعلق ہے بلکہ اس کے علاوہ اُس کا اثر انسان کے اخلاق اور اس کی عقل اور اس کے علم کے آئندہ ظہور پر بھی پڑتا ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ سے تعلق رکھنے والا جو اثر ہے وہ یہ ہے کہ اوّل وہ دوسروں میں بدنام ہو جاتا ہے، اس کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے عاجل یا آجل عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ جس کے خلاف جھوٹ بولا جاتا ہے وہ اس کا دشمن ہو کر اُس کے نقصان کے درپے ہو جاتا ہے پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض راستباز دوست اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تم جھوٹے آدمی ہو ہم تمہارے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتے۔ تو اس جھوٹ کے طبعی اور منفرد اثرات ہیں مگر ان کے علاوہ ہر گناہ کا ایک اثر بھی ہوتا ہے جو انسان کے دماغ اور اس کے دل پر پڑتا ہے۔ مثلاً میں نے جھوٹ کی مثال دی تھی۔ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اُس کے دماغ اور دل پر اس کا پہلا اثر یہ پڑتا ہے کہ جھوٹ سے نفرت کم ہو جاتی ہے اور آئندہ جھوٹ بولنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ یہی حال اور گناہوں کا ہے۔ پہلی دفعہ چوری کرتے ہوئے یا پہلی دفعہ جھگڑا کرتے ہوئے یا پہلی دفعہ گالیاں دیتے ہوئے یا پہلی دفعہ فساد کرتے ہوئے یا پہلی دفعہ قتل کرتے ہوئے انسان ڈرتا ہے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو کہیں پکڑا نہ جاؤں یا لوگوں میں بدنام نہ ہو جاؤں۔ مگر جب ایک دفعہ وہ ایسا فعل کر لیتا ہے تو اس کے دماغ پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ نہ صرف بدی کی نفرت اس کے دل سے کم ہو جاتی ہے بلکہ دوسری دفعہ جھوٹ بولنا یا دوسری دفعہ چوری کرنا یا دوسری دفعہ گالیاں دینا اور فساد کرنا اس کے کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ان افعال کو کرنا شروع کر دیتا ہے۔ دوسرا اثر انسان کے دماغ اور اس کے دل پر یہ پڑتا ہے کہ بوجہ ایک بدی کے ارتکاب کے دوسری بدیوں سے بھی اُس کی نفرت کم ہو جاتی ہے۔ جو شخص چوری کرتا ہے اس کے لئے اَور جرائم کا ارتکاب نسبتاً آسان ہو جاتا ہے کیونکہ چوری کا فعل خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا احساس کم کر دیتا ہے۔ یہی حال جھوٹ اور دوسرے گناہوں کا ہے ہر گناہ اپنی ذات میں بھی برا ہوتا ہے لیکن ہر گناہ کا ایک خارجی اثر یہ ہوتا ہے کہ اور گناہوں سے نفرت کم ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں انسان بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تیسرا اثر اس کا یہ پڑتا ہے کہ بوجہ خود ارتکاب بدی کے انسان دوسروں پر بھی بدظنی کرنے لگ جاتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ جب میں نے یہ فعل کیا ہے تو دوسرے بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔ ایک شخص سچ بول رہا ہوتا ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں کون سچ بولتا ہے یہ بھی جھوٹ ہی بول رہا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ صداقت کے معلوم کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور بجائے سچ سے فائدہ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

**اداریہ**

# خلافت۔ ایک بابرکت نظام

انسانی تاریخ میں مختلف طرز حکومت کا ذکر ملتا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں بادشاہت کا دور نظر آتا ہے جس میں بالعموم کوئی انسان اپنی ذہنی یا جسمانی صلاحیتوں کی بنا پر اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے اور پھر ان کو اپنا تابع اور مطیع بنا کر ان پر حکومت کرتا ہے۔ یہ سلسلہ بالعموم وراثت میں چلتا ہے اور آہستہ آہستہ ایک خاندان کی حکومت ختم ہو کر دوسرا کوئی اور خاندان سامنے آجاتا ہے۔ بادشاہت کی متعدد اور مختلف شکلیں سامنے آتی رہیں تا آنکہ جمہوریت کا زمانہ آگیا اور یہ بات عام انسانوں کو بہت بھلی اور پیاری لگی کہ عوام کے ذریعہ عوام کی حکومت۔ تاہم ہر ملک اور علاقہ میں وہاں کے حالات کے مطابق جمہوریت کی تعریف اور شکل بدلتی رہی اور موجودہ دور میں جمہوریت کا جو عام تصور ہے وہ یقیناً اس تصور سے بہت مختلف ہے جو ابتداء میں پیش کیا گیا تھا۔ جمہوریت کی کوکھ سے کئی اور نظام جنم لیتے رہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک کمیونزم اور سوشلزم کا بہت چرچا تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ کمیونزم اپنے عروج کی بلندیوں تک پہنچنے کے بعد زوال کی بدترین شکل کو پہنچ چکا ہے مگر کبھی بھی اپنی کتابی تعریف کے مطابق کہیں بھی روبہ عمل نہیں آسکا۔ یہی حال سوشلزم کا ہے۔ اس کا حلیہ بھی ہر جگہ تبدیل ہوتا رہا۔ کبھی اسے کمیونزم کی ابتداء کے طور پر پیش کیا گیا، کبھی اس کے ساتھ افریقی سوشلزم کا لاحقہ لگا کر اس کی شکل تبدیل کی گئی اور کبھی اسلامی سوشلزم کے نام سے اسلام سے بھونڈا مذاق کیا جاتا رہا۔

اسلامی نظام جسے خلافت کا نام دیا جاتا ہے ایک ایسا نظام ہے جسے انسانی نظاموں کے مقابل پر خدائی تائید ونصرت کا غیر معمولی امتیاز حاصل ہے اور اس میں ہر زمانہ کی ضرورت اور حالات کے تقاضوں سے کلی طور پر عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ نظام جس کی بنیاد قرآن مجید میں پیش کی گئی اور جس کا عملی نفاذ اور طریق کار خیر القرون میں متعین ہو گیا انسانوں کے بنائے ہوئے طریقوں اور ازموں کے مقابل پر ہمیشہ ہی ایک کامیاب چیلنج کے طور پر موجود رہا۔

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس بابرکت نظام کا پھر سے ڈول ڈالا گیا۔ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی قرآنی بصیرت وروشنی سے اس نظام کی برکات کو واضح کیا۔ حضرت مصلح موعود ؓ کو بھی اس مقدس کام کو آگے بڑھانے میں نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ آپ کے کارہائے نمایاں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جن پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی۔ ایک بہت بڑا کارنامہ استحکام خلافت کا آپ کے ہاتھوں سرانجام پایا۔ آپ نے ایسے واضح رہنما اصول مقرر فرمائے جن کی برکت سے جماعت میں اختلافات کا سدّ باب ہو گیا اور خلافت ثالثہ، خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے انتخاب میں ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اتحاد و اتفاق اور خدائی تائید کے ایسے ایمان افروز نظارے نظر آئے جن سے اسلام واحمدیت کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی عظمت وشان نمایاں ہوئی اور یقین ہے کہ خلافت کی برکات کا یہ سلسلہ جماعت میں ہمیشہ جاری رہے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۸۹ء کے سالانہ اجتماع خدام پر ایک تاریخی عہد لیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے۔ اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے''۔

اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن ، اَللّٰھُمَّ آمِیْن ، اَللّٰھُمَّ آمِیْن ۔

(عبدالباسط شاہد)

---

**بقیہ: فرمودات خلفاء از صفحہ اول**

اُٹھانے کے غلط محرکات دوسروں کے افعال کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ سچائی اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے مگر وہ اس پر غور کرنے کی بجائے اس کو ردّ کر دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جس طرح میں جھوٹ بول رہا ہوں اسی طرح یہ بھی جھوٹ بول رہا ہے۔ جس طرح میں فریب سے کام لیتا ہوں اسی طرح فلاں بھی فریب کرتا ہے۔

چوتھا اثر اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ گناہوں کے نتیجہ میں صادقوں کی معیّت سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس کے نزدیک کوئی صادق ہوتا ہی نہیں۔ سب لوگوں کو وہ اپنی طرح جھوٹا سمجھتا ہے اور صادق بھی اس کی معیّت سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں۔

یہ وسیع مضمون جو ساری دنیا کی نیکی اور بدی کے لئے بطور جڑ کے ہے اور جو دنیا کے اخلاق کی تباہی کا انکشاف کر رہا ہے قرآن کریم نے اس چھوٹے سے فقرہ میں بیان کر دیا ہے کہ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾۔ ہر کسب اپنے براہ راست نتیجہ کے علاوہ ایک اور نتیجہ بھی پیدا کر دیا کرتا ہے جو یہ ہے کہ وہ کسب انسان کی قوت عقلیہ اور قوت علمیہ اور قوت فکریہ کو مار دیتا ہے اور اسی کا نام رین ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۰۵)

---

# مقام خلافت

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا — عطا ہوگی خلافت مومنوں کو
بہت خوشحال وخوش قسمت وہ ہوں گے — سمیٹیں گے جو اس کی برکتوں کو

---

متاع مسافر بقا کے سفر میں — یہی زاد ایماں خدا کی نظر میں
ترّقی ، تجمّل سبھی اس کے دم سے
خلافت تو انعام ہے ،ارمغاں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

یہی نور ہے رہنما ظلمتوں میں — یہی گوشہء عافیت آندھیوں میں
نگہ دار ہے جادہ کارواں کی
کڑی دھوپ میں سایہءمہرباں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

کوی کی انوکھی کویتا سنا کر — یہ رہتی ہے خوابیدہ فطرت جگا کر
غم اتّقا اس کے ہاتھوں کی مہندی
نگار تصور ، عروس بیاں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

ہراک سمت سے جانب حق بلائے — اگر چھو لے پتھر کو، پارس بنائے
نشیب و فراز زمانہ سے واقف
یہ چشم فراست، کلید اماں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

یہ درپن ہے مولیٰ کے فضل و رضا کا — یہ عکس نبوّت، مقام اصفیا کا
یہی کرتی ہے نقش توحید صیقل
عجب مول جس کا وہ جنس گراں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

دلوں کو مدن ہار میں ہے پروتی — یہی تو ہے یُوگیشور کی منوتی
فسانے بہت زندگی کے ہیں لیکن
سرا میں یہی حاصل داستاں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

عطا معرفت کے اسے ہوں خزانے — دعائیں لٹاتے ہیں اس کے زمانے
فرشتے نہ کیوں ناز اس کے اٹھائیں؟
کہ یہ یار میں، یار اس میں نہاں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

یہ مظہر وفاکیش قدّوسیوں کی — یہ کاسر ہے دجّالیت کے فسوں کی
زمیں کو بدلتی ہے یہ آسماں میں
خدائی ارادوں کی اک کہکشاں ہے — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

اسے تھام رکھیں تو اللہ کی رسّی — اسے چھوڑ دیں تو فقط تیرہ بختی
یہی سّر قوّت ہے عزم و عمل کا
اگر یہ نہیں تو زیاں ہی زیاں ہے — خلافت تو انعام ہے، ارمغاں ہے
سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟ — سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟

---

**مشکل الفاظ کے معانی:** ۔ارمغاں: تحفہ ۔ درپن: آئینہ ۔ صیقل: چمکانا ۔ مدن: محبت۔ منوتی: ضمانت ۔ سرا: سرائے ۔ کاسر: توڑنے والی۔

(جمیل الرحمن-ھالینڈ)

# قدرت ثانیہ کا ظہور اور خلیفۂ وقت کی اطاعت

(حید رعلی ظفر۔مبلغ انچارج جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت راشدہ کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت ۵۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَعَدَ ا للّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْ ا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِ ی ارْتَضٰی لَھُمْ۔ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُ وْنَنِی لَا یُشْرِ کُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(سورۃ النور:۵۶)

( ترجمہ ) تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے انکے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

لیکن یادرکھنا چاہئے کہ یہ وعدہ چار ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط ہے۔ اول یہ کہ مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت راشدہ کے قیام کے وعدہ پر ایمان رکھتی ہو۔ دوم یہ کہ خلافت حقہ کی منشاء کے مطابق اعمال صالحہ پر کاربند ہو۔ سوم یہ کہ توحید کے قیام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ چہارم یہ کہ ہر حال میں خلیفۂ وقت کی اطاعت کو مقدم رکھتی ہو۔

چنانچہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک امت مُسلمہ ان چار ذمہ داریوں کو ادا کرتی رہی اللہ تعالیٰ ان کو خلافت راشدہ کے انعام سے سرفراز فرماتا رہا ہے۔ لیکن جب یہ شرائط مفقود ہوگئیں اور مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پھیل گیا اور اعمال صالحہ سے دوری اور اطاعت وفرمانبرداری کی روح ختم ہوگئی تو یہ انعام چھین لیا گیا اور ظالم حکمرانوں کا لمبا دور شروع ہوگیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعے امت محمدیہ میں پھر ایک ایسی پاک جماعت کا قیام عمل میں آیا جو سورۂ نور میں بیان فرمودہ چار شرائط سے آراستہ ہوگئی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع ہوا۔

ہمارے مخالف ہمیں غیر مسلم اور کافر کہتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت مخالفین کے ان اعلانات کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے فرمایا ہے جو مومن ہوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں اور جماعت احمدیہ کے حق میں اس الٰہی وعدہ کا ایفاء اس امر کی کھلی شہادت ہے کہ یہ جماعت مومنین ہے اور یہی وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ خلافت کی برکت سے دین اسلام کو تمکنت عطا کی جارہی ہے۔

## خلیفہ کا تقرر

خلفاء کے تقرر اور ان کے مقام کے متعلق اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خلافت کا منصب کسی صورت میں بھی ورثہ میں نہیں آسکتا بلکہ یہ ایک مقدس امانت ہے جو مومنوں کے انتخاب کے ذریعہ جماعت کے قابل ترین شخص کے سپرد کی جاتی ہے۔ اور چونکہ نبی کی جانشینی کا مقام ایک نہایت نازک اور اہم روحانی مقام ہے اس لئے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ گو بظاہر خلیفہ کا انتخاب لوگوں کی رائے سے ہوتا ہے مگر اس معاملہ میں خدا تعالیٰ خودنگرانی فرماتا ہے اور اپنے تصرف خاص سے لوگوں کی رائے کو ایسے راستہ پر ڈال دیتا ہے جو اس کے منشاء کے مطابق ہو۔ اس طرح گو بظاہر خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ عمل میں آتا ہے مگر دراصل اس انتخاب میں خدا کی مخفی تقدیر کام کرتی ہے اور اسی لئے **خدا نے خلفاء کے تقرر کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے** اور فرمایا ہے کہ خلیفہ ہم خود بناتے ہیں۔ یہ ایک نہایت لطیف روحانی انتظام ہے جسے شاید دنیا کے لوگوں کے لئے سمجھنا مشکل ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ کا تقرر ایک طرف تو مومنوں کے انتخاب سے اور دوسری طرف خدا کی مرضی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے اور خدائی تقدیر کی مخفی تاریں لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظور ایزدی کی طرف مائل کردیتی ہیں۔ پھر جب ایک شخص خدائی تقدیر کے ماتحت خلیفہ منتخب ہوجاتا ہے تو اس کے متعلق اسلام کا حکم یہ ہے کہ تمام مومن اس کی پوری پوری اطاعت کریں۔

یہ نظام خلافت اسی سابقہ خلافت راشدہ کا تسلسل ہے جو آج سے چودہ سو برس قبل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد منہاج نبوت پر قائم ہوا تھا۔ اس بارے میں مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے بھی پیشگوئی فرمائی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل اس نعمت خلافت کی بشارت دیتے ہوئے جماعت کو ان الفاظ میں تسلی دلائی تھی کہ ''سوائے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی اپنے وصال کی خبر سے۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے''۔

(الوصیت صفحہ 5-6)

## جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی اور ۲۷ رمئی کو جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام عمل میں آیا اور تمام اراکین جماعت نے حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو خلیفۃ المسیح الاول تسلیم کیا اور آپ کی بیعت کی۔

جو شخص بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خدا نے اسے بیعت کرنے کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت ویسے ہی تھی جیسے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی تھی۔ بیعت خلافت اور خلافت سے وابستگی کی اہمیت حضرت خلیفہ اول کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے:

''ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں''۔ (بدر 3مارچ 1911ء صفحہ9)

## خلیفہ کی بیعت ضروری ہے

اس ارشاد سے واضح ہے کہ نبی کے بعد ہر خلیفہ کی بیعت ضروری ہے اور ان خلفاء کی فرمانبرداری اور اطاعت بھی ویسے ہی ضروری ہے جیسے خلفاء راشدین کی ضروری تھی۔

بیعت کے سلسلہ میں احباب جماعت کو یادرکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیعت کو ایک مقدس عہد قرار دیا ہے جس کو پورا کرنا اور جس کی حفاظت کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾(الفتح:۱۱)

( ترجمہ ) یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے اور جو اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے باندھا تو یقیناً وہ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

بیعت اور توبہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''بیعت میں جاننا چاہئے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے۔ جب تک کسی شے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال واسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ پیسہ کوڑی لکڑی وغیرہ تو جس قسم کی جو شئے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کیلئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یوں ہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ھذ االقیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اس طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کرلیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بودوباش مقرر کر لی ہوئی ہے اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی کو اختیار کرنا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 2جدید ایڈیشن )

## خلافت۔ایک عظیم نعمت

جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا ہے کہ خلافت احمدیہ ایک عظیم نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کو عطا ہوئی ہے تو مومنوں کا فرض اولین ہے کہ وہ بموجب ارشاد خداوندی ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَنَّکُمْ﴾ (سورۃ ابراھیم آیت 8) اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے سجدات شکر بجا لائیں۔ دنیائے روحانیت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جس قدر عظیم نعمت کسی قوم کو عطا ہوتی ہے اسی قدر ذمہ داریوں میں اضافہ بھی ہوجاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن کریم تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں

آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُم لَا زِيْدَنَّكُمْ﴾ (سورة ابراھیم آیت 08)۔ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے۔ ﴿اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد﴾ (سورة ابراھیم آیت 8)''۔ (خطبات نور صفحہ131)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔

## نعمت خلافت سے فیضیاب ہونے کے لئے بعض اہم ذرائع

حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت پر بہت کچھ لکھا اور فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ میں استحکام خلافت کے لئے آپ نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ رہتی دنیا تک آپ کی یاد دلاتے رہیں گے آپ نے انعام خلافت سے استفادہ کے سلسلہ میں مختلف اوقات میں بعض اہم اور بنیادی ہدایات دیں جن کی تعمیل خلافت کے فیوض وانوار اور فیضان وعرفان حاصل کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔

پہلا ذریعہ انعامِ خلافت کی قدر کرنا۔ دوسرا ذریعہ خلیفہ وقت کو ہمیشہ قبولیت دعا کا مجسم نشان یقین کرنا۔ تیسرا ذریعہ خلافت سے گہری ذاتی وابستگی ہے۔ انوار خلافت سے بھرپور استفادہ کے سلسلہ میں چوتھا ذریعہ خلافت کی اطاعت بیان فرمایا ہے۔ اور پانچواں اہم اور بنیادی ذریعہ یہ بیان فرمایا کہ جماعت کو انعام خلافت کی شکرگزاری میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہمیشہ اور ہر آن تیار رہنا چاہئے۔

خلافت کے بابرکت نظام اور خلیفہ کے مقام کے بارہ میں کچھ بیان کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ خلیفہ وقت سے براہ راست تعلق رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ خطوط بھی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ پیش خبری دی تھی کہ تیرے پاس کثرت سے خطوط آئیں گے چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''مثلاً یہ پیشگوئی کہ ''یَأتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ'' جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک جگہ سے اور دور دراز ملکوں سے نقد اور جنس کی امداد آئے گی اور خطوط بھی آئیں گے......''۔ ایسا ہی یہ دوسری پیشگوئی یعنی ''یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ'' جس کے یہ معنی ہیں کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی جن پر وہ چلیں گے۔ اس زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ چنانچہ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا''۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 75)

ابتداء میں جب لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیعت کے لئے آتے تو آپ انہیں بار بار قادیان آکر ملنے اور خطوط کے ذریعہ رابطہ کی نصیحت فرماتے۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کا بیان ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا:

''ہمارے پاس بار بار آنا چاہئے تاکہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی۔ فرمایا ایسے حالات میں بذریعہ خطوط بار بار یاددہانی کراتے رہا کریں تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے۔ کیونکہ فیضان الٰہی کا اجراء قلب پر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاددہانی پر منحصر ہے''۔

(سیرت سیدہ حضرت ام طاہرؓ از ملک صلاح الدین صاحب صفحہ 9-10)

آپ کے اس ارشاد کی تعمیل میں آپ کے صحابہ بکثرت آپ کی خدمت میں خطوط لکھتے جن کے ذریعہ سے آپکو احباب جماعت کے حالات سے آگاہی ہوتی اور آپ ان کے مسائل کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعائیں کرتے ۔

اپنے روحانی آقا سے رابطہ کی یہ روایت یعنی خطوط لکھنے کا طریق اب بھی جماعت احمدیہ میں اسی طرح جاری ہے اور دنیا کے کونے کونے سے ہر طبقہ فکر کے لوگ جن میں بچے بوڑھے مرد عورتیں سب شامل ہیں اپنے پیارے آقا کی دعائیں حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں خطوط تحریر کرتے رہتے ہیں۔ اور جیسے جیسے ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں میں جماعت داخل ہورہی ہے اسی طرح روزانہ کی ڈاک بھی بتدریج بڑھتی جارہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد یہ دلی تمنا رکھتا ہے کہ اس کا اپنے روحانی آقا سے ذاتی تعلق ہو، براہ راست اپنی باتیں آپ سے کرسکے اور آپ کی دعائیں حاصل کرسکے۔ غلام اور آقا کے درمیان محبت کے اظہار کا یہ طریق بلاشبہ ایسا ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس موقع پر میں دعائیہ خطوط لکھنے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک نصیحت اور ہدایت بھی بیان کرنا چاہتا ہوں فرمایا:

''میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے اس سے سچا پیار نہیں ہے اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا اور پھر قبول ہوگئی۔ ابھی کی جارہی تھی دعا تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہورہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اگر محمد مصطفےٰ ﷺ پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق رکھتا ہے اپنے محبوب آقا سے۔ تو آنحضرت ﷺ کی ساری دعائیں ہمیشہ کے لئے ایسے امتیوں کے لئے سنی جائیں گی۔ اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ ان کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔''

(الفضل 27 جولائی 1982)

## خلیفہ کا مقام

اب میں خلافت کے بابرکت نظام اور خلیفہ کے مقام کے بارہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی جماعت کو قیمتی نصائح پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

''تم خوب یاد رکھو تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کرسکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔ جیسا کہ مشہور ہے اسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کرسکے گی''۔

(درس القرآن الّٰید مطبوعہ 1921 صفحہ 73)

اسی طرح 1947ء کے پرآشوب دور میں ایک انتہائی اہم پیغام میں فرمایا:

''خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ میرا یہ پیغام باہر کی جماعتوں کو بھی پہنچا دو اور انہیں اطلاع دو کہ تمہاری محبت میرے دل میں ہندوستان کے احمدیوں سے کم نہیں۔ تم میری آنکھوں کا تارا ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جلد سے جلد اپنے ملکوں میں احمدیت کا جھنڈا گاڑ کر آپ لوگ دوسرے ملکوں کی طرف توجہ دیں گے اور ہمیشہ خلیفۂ وقت جو ایک وقت میں ایک ہی ہوسکتا ہے کے فرمانبردار رہیں گے اور اس کے حکموں کے مطابق اسلام کی خدمت کریں گے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 722)

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں لوگوں کو خیال تھا کہ ان کی زندگی تک یہ سلسلہ ہے لیکن جب وہ فوت ہوگئے تو پھر بھی یہ سلسلہ قائم رہا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے متعلق لوگ یہ کہنے لگے وہ بڑے عالم ہیں ان پر سلسلہ کا دارومدار ہے لیکن جب وہ فوت ہوگئے تو ان کے بعد سلسلہ اور بھی بڑھا۔ اسی طرح ہمارے بعد بھی یہ سلسلہ بڑھتا جائے گا جب تک نظام قائم رہے گا اور جماعت میں اطاعت کا مادہ رہے گا۔ لیکن جب لوگ نظام توڑ دیں گے تو پھر خدا کی سنت ہے کہ وہ برکتیں اٹھالیتا ہے۔ ہاں خدائی سلسلے آدمیوں پر نہیں ہوا کرتے وہ خدا کے منشاء کے ماتحت قائم ہوتے ہیں''۔

(الفضل 29 نومبر 1927ء)

## خلافت کی برکات

پھر خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اقامت صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے ۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے۔ اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہوسکتا ہے۔ (تفسیر کبیر سورة نور)

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

Kaiser Travel

Tel: 040-89726601 Mob: 0177-7601843 Fax : 040-89726603

اپنے کرم فرماؤں کے لیے خوشخبری

دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے ہاں ہر ایئر لائن کی ٹکٹوں کی سہولت موجود ہے۔

پاکستان کے لئے ہماری سپیشل افر

☆GULF AIR فرینکفرٹ سے کراچی، اسلام آباد، پشاور، لاہور Euro .-429

سستی اور یقینی نشستیں حاصل کرنے کیلئے جلد سے جلد رابطہ کریں! بکنگ کی کوئی فیس نہیں!

گرمیوں کی چھٹیوں میں پریشانی سے بچنے کیلئے ابھی سے بکنگ کروائیں

Preis gilt bis zum 30.06.2004☆Alle Priese sind in Euro ohne Tax

Änderung und Druckfehler vorbehalten.

ACHTUNG! Storno Gebühren nach der Ticket ausstellung zwichen 100 und 150 Euro p.Person

# خطبہ جمعہ

**مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے۔دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔**

**دنیا بھی کماؤ لیکن مقصد صرف اور صرف دنیا نہ ہو بلکہ جہاں اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کا سوال پیدا ہوتا ہو تو اس وقت دنیا سے مکمل بے رغبتی ہو۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۷؍مئی ۲۰۰۴ء بمطابق ۷؍ہجرت ۱۳۸۳ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَرَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾۔ (سورة الکهف آيت نمبر:47)

اس آیت کا ترجمہ ہے۔مال اور اولا دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مال و دولت، جائیدادیں، فیکٹریاں، بڑے بڑے فارمز جو ہزاروں ایکڑ پہ پھیلے ہوئے ہوں، جن پر جاگیردار بڑے فخر سے پھر رہا ہوتا ہے اور دوسرے کو اپنے مقابلے پہ یا عام آدمی کو اپنے مقابلے پہ بہت نیچ اور ہیچ سمجھ رہا ہوتا ہے اور پھر اولاد جو اس کا ساتھ دینے والی ہو،نوکر چاکر ہوں یہ سب باتیں ایک دنیا دار کے دل میں بڑائی پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔اور اس کے نزدیک اگر یہ سب کچھ مل جائے تو ایک دنیادار کی نظر میں یہی سب کچھ اور یہی اس کا مقصود ہے جو اس نے حاصل کرلیا ہے۔اور اس وجہ سے ایک دنیادار آدمی اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی بھلا بیٹھتا ہے۔اس کی عبادت کرنے کی طرف اس کی کوئی توجہ نہیں ہوتی۔اپنے زعم میں وہ سمجھ رہا ہوتا ہے یہ سب کچھ میں نے اپنے زور بازو سے حاصل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا احساس دلانے کا کوئی خانہ اس کے دل میں نہیں ہوتا۔حقوق العباد ادا کرنے کی طرف اس کی ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی اور اپنے کام کرنے والوں، اپنے کارندوں، اپنے ملازمین کی خوشی،غمی، بیماری، میں کام آنے کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آتا۔تو یہ سب اس لئے ہے کہ اس کے نزدیک اس زندگی کا سب مقصد دنیا ہی دنیا ہے اور ایک دنیادار کو شیطان اس دنیا کی خوبصورتی اور اس کی زینت اور زیادہ ابھار کر دکھاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باقی رہنے والی چیز نیکی ہے، نیک اعمال ہیں، اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے، اس کی عبادت کرنا ہے۔اس لئے تم اس کے عبادت گزار بندے بنو اگر اس کی رضا حاصل کرنی ہے۔یہ دنیا تو چندروزہ ہے،کوئی زیادہ سے زیادہ سو سال زندہ رہ لے گا اس کے بعد انسان نے مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔اس لئے آخرت کے لئے دولت اکٹھی کرو بجائے اس دنیا میں دولت بنانے کے۔فرمایا کہ اگر یہ سوچ پیدا کرلو گے تو یہی مال اور دولت اور بیٹے اور وسیع کاروبار تمہارے لئے ایک بہترین اثاثہ بن جائیں گے۔کیونکہ جو شخص اپنے مال و دولت کے ساتھ خدمت دین بھی کر رہا ہو اپنے ملک و قوم کی خدمت بھی کر رہا ہو، انسانیت کی خدمت بھی کر رہا ہو تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے رب سے بہترین چیز حاصل کرلی اور ایسی چیزیں حاصل کرلیں جو مرنے کے بعد بھی تمہارے کام آئیں گی۔اور اگر یہی وصف اپنی اولاد میں پیدا کردو تو پھر دنیا نہ صرف تمہاری تعریف کر رہی ہوگی بلکہ تمہارے آباء و اجداد کے لئے بھی دعا کر رہی ہوگی،تمہارے لئے بھی دعا کرے گی اور تمہاری اولادوں کے لئے بھی دعا کرے گی۔اس سے تمہاری نیکیوں میں اور اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور تمہاری آخرت مزید سنورتی چلی جائے گی۔تو یہ سوچ اور کوشش ہر مومن کی ہونی چاہئے، جس کو نہ صرف اپنی فکر رہے بلکہ اپنی نسلوں کی بھی فکر رہے۔یہ سوچ کہ دنیا بھی کماؤ لیکن مقصد صرف اور صرف دنیا نہ ہو بلکہ جہاں اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کا سوال پیدا ہوتا ہو تو اس وقت دنیا سے مکمل بے رغبتی ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں تھوڑا سا اقتباس میں پیش کرتا ہوں۔" کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مال اور اولاد بے شک دنیا کی زینت ہیں لیکن اگر انہیں صحیح طور پر استعمال کیا جائے یعنی دین میں مال خرچ ہوں اور دین کی خدمت کے لئے اولاد لگا دی جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو بھی دوام بخش دیتا ہے۔روپیہ خرچ ہو جاتا ہے لیکن اس کا نیک اثر باقی رہ جاتا ہے۔اولاد مر جاتی ہے لیکن اس کا ذکر خیر باقی رہ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ماں باپ کا ذکر خیر بھی زندہ رہتا ہے۔پھر فرماتے ہیں کہ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ اور اچھے کام باقیات صالحات کہلاتے ہیں۔خَيْرٌ عِنْدَرَبِّکَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ اَمَلًا،اس کے دو معانی ہیں۔ایک یہ کہ نیک کام کا دنیا میں نیک نتیجہ نکلتا ہے اور اس کے متعلق آئندہ بھی اچھی نیتیں ہوتی ہیں گویا ثَوَابًا دنیا کے نتیجہ کے متعلق ہے اور اَمَلًا آخرت کے متعلق ہے۔ثوابًا سے مراد خود اس عمل کرنے والے کی ذات کے متعلق بہتر نتائج کا پیدا ہونا ہے اور اَمَلًا سے مراد آئندہ نسل کے لئے بہترین امیدوں کا ہونا ہے۔مطلب یہ کہ نیک کاموں کا نتیجہ بھی تم کو نیک ملے گا اور تمہاری اولاد کو بھی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نیک کی اولاد کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ۴۵۷)

لیکن جب انسان نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔دنیا سے بے رغبتی دکھانے کی کوشش کرتا ہے، اپنے مال کو دین اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو شیطان بھی اپنا کام دکھاتا ہے اور اسے نیکی کے کام کرنے سے روکتا رہتا ہے۔مختلف قسم کے حرص اور لالچ دے کر انسان کو اکساتا رہتا ہے۔اور اگر مومن اللہ کے حضور نہ جھکے،اس سے اس کا فضل نہ مانگے کیونکہ نیکیوں کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے تو شیطان سے بچنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں ہے۔شیطان سے بچنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس سے اس کا فضل مانگو اور یہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قدم پر شیطان سے بچاتا رہے کیونکہ شیطان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہ آئے تو پھر تو شیطان اپنے کامیاب حملے کرتا چلا جائے گا،یہی خیال دل میں ڈالے گا کہ تمہارا مال تمہارا ہے،تمہیں کیا پڑی ہوئی ہے کہ دین کے لئے خرچ کرو۔تمہارا مال تمہارا ہے،تمہیں کیا ضرورت ہے کہ انسانیت کی خدمت کے لئے لگائے رکھو۔تو اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ جب شیطان ایسے حملے کر رہا ہو تو اس کے جال میں نہ پھنس جانا۔یاد رکھو اگر تم اس کے جال میں پھنس گئے تو پھر دھوکے میں آتے چلے جاؤ گے اور اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر وقت اس سے بچتے رہو جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا﴿يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَايَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ (سورة فاطر آيت:6)

کہ اے لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔اور اللہ کے بارے میں تمہیں سخت فریبی یعنی شیطان ہرگز فریب نہ دے سکے۔

پھر فرمایا کہ یاد رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے جو شیطان کے قدموں پہ چلنے والوں کو ضرور پکڑے گا۔اور اس سے بچنے والوں، اپنے حضور جھکنے والوں کو ضرور پناہ دے گا۔اس لئے تمہارا فرض ہے کہ اللہ کے حضور جھکتے رہو اور کبھی بھی شیطان کے دھوکے میں نہ آؤ۔تمہارے مال کی تمہارے عہدے کی، یا تمہارے خاندان کی بڑائی اور اس کی چمک دکھا کر شیطان تمہیں نیک کاموں کے کرنے سے روک سکتا ہے۔تمہارے دل میں وسوسے پیدا کرسکتا ہے،عہدیداروں کے خلاف، نظام جماعت کے خلاف تمہارے دل میں بغاوت یا تکبر پیدا کرسکتا ہے اس لئے یاد رکھو کہ جتنا بڑا مقام اللہ تعالیٰ تمہیں دے،جتنی زیادہ دولت اللہ تعالیٰ تمہیں دے، اتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور شیطان سے بچنے کے لئے اس کی پناہ مانگو۔ورنہ شیطان تمہیں اپنے

فریب میں گرفتار کرلے گا اور تم اپنی دنیا وآخرت گنوا بیٹھو گے۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پنجے میں آنے والوں اور صرف دنیا پر نظر رکھنے والوں کے لئے سورۃ تکاثر میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ﴿اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ، حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ، کَلَّاسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، ثُمَّ کَلَّاسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، کَلَّالَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ﴾۔ (تکاثر ۲ تا ۶) کہ تمہیں غافل کر دیا ہے ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی دوڑ نے، یہاں تک کہ تم نے مقبروں کی زیارت کی۔ خبردار تم ضرور جان لو گے، پھر خبردار تم ضرور جان لو گے، خبردار اگر تم یقینی علم کی حد تک جان لو۔ اس کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مختلف زاویوں سے بڑی تفصیل سے تفسیر فرمائی ہے۔ اس وقت میں اس میں سے چند نکات رکھوں گا۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ کثرت، تکبر یا غرور صرف حکومتوں کے لئے یا بڑے گروہوں کے لئے ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اپنے دائرے میں جو بھی ایسی حرکتیں کرنے والا ہوگا وہ انہیں نتائج سے دوچار ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

اول: بنی نوع انسان میں ان کے خلاف ردعمل پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تکاثر کے نتیجہ میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور تکبر کے نتیجہ میں لوٹ مار اور ظلم پیدا ہوتا ہے۔ آخر بنی نوع انسان میں اس کے خلاف جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ حکومت کو تباہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یا اگر اپنے دائرے میں جو بھی ظلم کرے والا ہوگا اس کے خلاف لوگ کھڑے ہوں گے۔

دوم: کبھی بنی نوع انسان میں تو ان کے خلاف ردعمل پیدا نہیں ہوتا لیکن ان کی اپنی اولاد ان کی کمائی کو استعمال کر کے عیاش ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح ان میں اندرونی زوال پیدا ہونے لگتا ہے۔ باپ دادا کی جائیداد چونکہ مفت ہاتھ میں آجاتی ہے اس لئے عیاشی میں مبتلا ہو کر وہ سب کچھ برباد کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ ہوتے ہیں مگر عیاشیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ انہوں نے کنچنیاں رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ شرابیں پیتے رہتے ہیں اور حکومت کے کاموں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ برباد ہو جاتے ہیں اور ان کی حکومت امراء میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اپنے اپنے دائرے میں بعض امراء بھی اگر ایسی حرکتیں کرنے والے ہوں، دنیا کی نظر میں زیادہ اہمیت ہو اولاد کی صحیح طرح تربیت نہ ہو تو پھر ان کی اولادیں بھی ان کی جائیدادوں کے ساتھ یہی حشر کرتی ہیں۔

تیسرے فرمایا کہ یا پھر اللہ تعالیٰ سے ہی اس قوم کی ٹکر ہو جاتی ہے یعنی کوئی ایسا سبب پیدا ہو جاتا ہے کہ دنیاوی تباہی کے سامان تو نہیں ہوتے لیکن خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو کر اس قوم کو بالکل تباہ کر دیتا ہے۔ غرض جب کوئی قوم تکاثر کے نتیجہ میں زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کے مقام تک پہنچ جائے تو اس میں ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ یا تو رعایا میں ردعمل پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے حاکموں کو توڑ دیتے ہیں۔ یا اندرونی طور پر حکام میں ایسا تنزل پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ آپ ہی آپ ٹوٹنے لگتے ہیں، یا ایسے امراء جن کی اولادوں کی صحیح تربیت نہیں ہوتی وہ اپنی جائیدادیں کھا کے خود بخود ختم کر جاتے ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ دیکھے گئے ہیں جن کے باپ دادے بڑے امیر اور صاحب جائیداد تھے اور اولادیں اب در در کی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں۔ اور پھر تیسری بات بتائی کہ یا پھر خدائی غضب نازل ہو کر ان کو تباہ کر دیتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۵۳۵۔۵۳۶)

مال سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کے بارے میں چند احادیث پیش کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی اس قدر فکر تھی کہ وہ صرف دنیاداری میں مبتلا نہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری امت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی۔ اور دنیاوی توقعات کے لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں لگ جائے گی۔ تو اس خواہش نفس کی پیروی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق سے دور جا پڑے گی۔ اور دنیا سازی کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے۔ اے لوگو! یہ دنیا رخت سفر باندھ چکی ہے اور جا رہی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ غلام اور بندے ہیں۔ پس اگر تم میں استطاعت ہو کہ دنیا کے بندے نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔ تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو اور ابھی حساب کا وقت نہیں آیا مگر کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے اور وہاں کوئی عمل نہیں ہوگا۔

یہ تنبیہ کی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر استطاعت ہے تم دنیا کے بندے بن جاؤ۔ یہ وارننگ ہے کہ تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ دنیاداری کے دھندوں میں خدا کو بھول جاؤ۔ اگر خدا کو بھول گئے تو اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی یہاں نہیں ملے گی تو اگلے جہان میں ملے گی۔ سوچو اور غور کرو کیا تم خدا تعالیٰ کی سزا کو سہہ سکتے ہو۔ یقیناً ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کرسکتا۔ جو یہ کہہ سکے کہ ہاں میں سہہ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ اس لئے زندگی کے جو چند دن ہیں ان میں خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچو، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آگے جھکنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔

کعب بن ایازؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃٌ وَفِتْنَۃُ اُمَّتِیْ اَلْمَالُ کہ ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال کے ذریعے ہوگی"۔ (ترمذی۔ کتاب الزھد۔ باب ماجاء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال)

چنانچہ دیکھ لیں اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں اس کے مطابق مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ شرم آتی ہے یہ دیکھ اور سن کر کہ مال کمانے کی حرص اور ہوس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہی بے پرواہ کر دیا ہے۔ تول میں کمی ہے، ماپ میں کمی ہے، کاروبار میں دھوکہ ہے دکھائیں گے کچھ اور دیں گے کچھ۔ ماحول کے اثر کی وجہ سے بعض دفعہ بعض احمدی بھی اس برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں، متأثر ہو جاتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں سے بھی دھوکہ ہوتا ہے اور پھر غیروں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ چاہے وہ ایک احمدی ہزاروں میں نظر آ رہا ہو۔ کیونکہ احمدیت کا ایک تصور قائم ہے تو جب ایسی مثال نظر آتی ہے تو بہت زیادہ واضح ہو کر اور ابھر کے سامنے آجاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو جو اس قسم کی حرکتوں میں ملوث ہوں سزا بھی دی جاتی ہے، تعزیر بھی ہوتی ہے لیکن ہر احمدی کو یہ خود سوچنا چاہئے کہ اس کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے اور مسیح محمدیؐ کے ساتھ ایک عہد بیعت کیا ہے، بیعت کی تجدید کی ہے کہ ہم تمام برائیوں سے بچتے رہیں گے۔ تو اس کے بعد بھی اگر ایسی حرکتیں ہوں تو پھر کیا ایسا عمل کرنے والا اس قابل ہوگا کہ جماعت میں رہ سکے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایسوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا۔

ایک روایت ہے حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں۔ "ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، لوگوں کی طرف حریص نظروں سے نہ دیکھو، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے"۔

(ابن ماجہ۔ باب الزھد فی الدنیا)

تو فرمایا کہ اگر یہ عمل کرو گے تو اس سے حرص، لالچ یا دوسرے نقصان پہنچانے کی سوچ سے بھی بچ جاؤ گے۔ نقصان پہنچانا تو ایک طرف رہا یہ سوچ بھی تمہارے اندر نہیں آئے گی۔ دنیا سے بے رغبتی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی ہے اگر ہر مومن وہ معیار حاصل کر لے اور پھر قناعت کے ساتھ ساتھ زہد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور مومن کی قناعت زہد کے ساتھ مل کر ہی اعلیٰ معیار قائم کرتی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں "کہ دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے۔ بلکہ زہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر وثواب ملنا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو"۔ (جامع ترمذی۔ عن ابی ذر)

تو دیکھیں بعض لوگ مال ضائع ہونے پر افسوس کرتے ہیں، حالانکہ کاروبار میں اونچ نیچ بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ دشمنیاں بھی ہوتی ہیں، شیطان صفت لوگ نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں تو اس پر صرف اِنَّا لِلّٰہ پڑھ کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے۔ اُس کے آگے جھکنا چاہئے نہ کہ رونا دھونا کیا جائے، واویلا کیا جائے۔ اور یہ یقین ہونا چاہئے کہ جس خدا نے پہلے نعمتوں سے نوازا تھا وہ دوبارہ بھی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہونا چاہئے، اسی سے تعلق قائم رکھنا چاہئے اور جب اس یقین کے ساتھ تعلق رکھیں گے تو ہمیشہ نوازتا رہے گا۔ احمدیوں نے مختلف اوقات میں جب کبھی پاکستان میں یا کہیں ان کے خلاف فساد اٹھے یہ نظارہ دیکھا اور یہ تجربہ کیا کہ لاکھوں کا کاروبار جلایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا کہ صبر کی وجہ سے اور اس اعتماد کی وجہ سے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا کہ جماعت کی وجہ سے اور احمدی ہونے کی وجہ سے نقصان ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ دے گا، اللہ نے لاکھوں کو کروڑوں میں بدل دیا۔ اگر ہزاروں کا ہوا تو لاکھوں کا بدلا دے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں سے یہ سلوک کرتا رہتا ہے اور ہم اپنی زندگیوں میں تجربہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنے پر اعتماد اور یقین پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی ہوتی تو کافر اس میں سے پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی حصہ نہ پاتا"۔ (ریاض الصالحین۔ باب فضل الزھد فی الدنیا)

تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو دنیا کی حیثیت مچھر کے ایک پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حیثیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو میری نعمت تھی میں مومنوں کو دیتا پھر کافروں کو کیوں دیتا۔ اور ہم ہیں کہ اس کے لئے قضاء میں، تھانوں میں، کچہریوں میں اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو گھسیٹتے پھر رہے ہوتے ہیں تو دونوں فریقین کو سوچنا چاہئے۔ کہ کیا احمدی بن کر، اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں

شامل کرنے کے بعد کیا یہ معیار ہیں جو ہمارے ہونے چاہئیں یا دنیا سے بے رغبتی۔ مال کا ہونا کوئی جرم نہیں لیکن اس کی ہوس اور حرص اور ہر وقت اس میں ڈوبے رہنا، یہ چیز منع ہے۔ اگر ہمارے میں سے ہر ایک غور سے یہ سوچنا شروع کردے تو احمدیوں کے جھگڑے ختم ہو جائیں جائیدادوں اور مالی امور کے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’دنیا کی آخرت کے مقابلے میں اتنی سی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے پھر اسے نکال کر دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی لگا ہوا ہے‘‘۔(ترمذی۔کتاب الزھد۔باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

یہ دنیا کی حیثیت ہے۔ اس دنیا میں ہم جو ہر چیز تلاش کرتے پھرتے ہیں اور آخرت کے متعلق سوچتے بھی نہیں اگر مقابلہ کرنا ہو تو دیکھیں آخرت میں جو جزا یا سزا ملنی ہے یہ اتنی وسیع ہے کہ اس کے لئے آدمی کو ہر وقت فکر رہنی چاہئے۔ جبکہ دنیا جس کی حیثیت ہی کوئی نہیں ایک قطرہ پانی کے برابر بھی حیثیت نہیں سمندر کے مقابلے میں، اس کے پیچھے ہم دوڑتے رہتے ہیں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں۔’’ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھیجا یعنی حضرت عمروؓ بن عاص کو یہ کہا کہ اپنے ہتھیار لے کر اور زرہ پہن کر میرے پاس آؤ۔ تو کہتے ہیں جب میں مسلّح ہو کر آپؐ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپؐ وضو فرما رہے تھے۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس غرض کے لئے بلایا ہے کہ میں تمہیں ایک جنگی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں اس مہم سے تمہیں اللہ تعالیٰ بخیریت واپس لائے گا اور مال غنیمت دے گا۔ اور میں تمہیں مال کی ایک مقدار بطور انعام دوں گا۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے اس پر کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے مال حاصل کرنے کے لئے ہجرت نہیں کی تھی۔ میری ہجرت تو صرف خدا اور اس کے رسول کے لئے ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مال نیک آدمی کے لئے بہت اچھی چیز ہے‘‘۔(مشکوٰۃ المصابیح)

مطلب یہ ہے کہ جب اچھا مال مل رہا ہو تو اس کا بھی انکار نہیں کرنا چاہئے اس سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا۔ نیک مال ہو اور نیک مقاصد کے لئے خرچ کرنے والا مال ہو تو اس کو حاصل کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ بلکہ برائی تو یہ ہے کہ صرف مال کی ہوس اور حرص ہو انسان اس کے پیچھے پڑا رہے اور خدا کو بھول جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور قلت کلام کی صفات عطا ہوئی ہوں تو اس کی مجلس کا قصد کرو یعنی اس میں بیٹھا کرو، اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ ایسا شخص حکمت کی باتیں کرنے والا ہوگا‘‘۔(سنن ابن ماجہ۔کتاب الزھد)

اللہ تعالیٰ جماعت میں زیادہ سے زیادہ ایسے لوگ پیدا فرمائے۔ دنیا کی حرص و ہوس ان میں نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشہور شاعر لبید نے یہ بات کہی۔ اس سے زیادہ اور سچی بات کسی اور شاعر نے نہیں کہی۔ یعنی اس نے یہ بہت سچی بات کہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بے کار اور بے سود ہے۔ ایک وہی سود و زیاں کا مالک ہے‘‘۔

(مسلم کتاب الشعر)

ایک روایت میں آتا ہے’’ کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی مختصر اور جامع نصیحت فرمائیں تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہو۔ اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لئے نہ رہ جائے۔ اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ‘‘۔(مشکوٰۃ)

پہلی بات اس میں یہی ہے کہ نماز اس طرح پڑھو کہ جس طرح ابھی کچھ دیر بعد دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور دنیا کو چھوڑنے کا جو خوف ہے۔ مرتے وقت تو بڑے بڑے ایسے لوگ جنہوں نے ظلم کی انتہا کی ہوتی ہے وہ بھی بعض دفعہ بڑی عاجزی دکھا رہے ہوتے ہیں۔

’’حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لئے علیحدگی اختیار فرمائی اور بالا خانے میں قیام فرمایا، میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ ایک خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں، اس پر کوئی چادر یا گدیلا وغیرہ نہیں ہے اور چٹائی کے اثر سے آپؐ کے بدن مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ آپ ایک تکیے سے سہارا لئے ہوئے تھے جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے تھے۔ کمرے کے باقی ماحول پر نظر کی تو وہاں چمڑے کی تین خشک کھالوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دعا کریں اللہ آپ کی امت کو فراخی عطا کرے۔ ایرانیوں اور رومیوں کو دنیا کی کتنی فراخی عطا ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے عمر! تم بھی ان خیالوں میں ہو۔ ان لوگوں کو عمدہ چیزیں اسی دنیا میں پہلے عطا کردی گئی ہیں۔ مومنوں کو آئندہ ملیں گی‘‘۔

(بخاری کتاب التفسیر۔سورہ التحریم باب تبتغی مرضاۃ ازواجک)

تو یہاں ایک تو آپ نے یہ فرمایا کہ مال کی اتنی ہوس نہ کرو اللہ تعالیٰ سے لو لگاؤ، مومن کا یہی سرمایہ ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال سے منع فرمادیا۔ وہ بھی روایت ہے کہ جب ایک کافر نے اس وقت تک بیعت نہیں کی تھی دو پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں آنحضرتؐ کی بکریوں کا ریوڑ دیکھا اسے وہ بڑی پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو آپؐ نے اسے سارا دے دیا۔ اس کا مطلب ہے آپؐ کے پاس اتنی جائیدادیں اور باغ بھی تھے اور بکریوں کے بہت بڑے بڑے ریوڑ بھی تھے لیکن آپ نے صرف ان پر انحصار نہیں کیا کہ اس پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں کہ میری کل جائیداد اور سرمایہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا اور یقین تھا اس کا آپؐ نے ہمیشہ اظہار فرمایا اور ہم سے بھی یہی توقع رکھی کہ ہمارے اندر بھی اللہ تعالیٰ کے لئے وہ اعتماد اور وہ ایمان پیدا ہو جائے۔

حضرت عمر بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا تا کہ وہاں سے جزیہ کی رقم وصول کرلائیں۔ چنانچہ وہ بحرین کے محاصل لائے۔ (یعنی جو وہاں سے ٹیکس وغیرہ وصول ہوئے تھے) تو انصار کو اس کا علم ہوا وہ سویرے سویرے ہی فجر کی نماز میں پہنچ گئے۔ جب آنحضرتؐ نے نماز پڑھ لی اور آپ مقتدیوں کی طرف مڑے تو لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو آپؐ نے اپنے سامنے دیکھا۔ آپؐ مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ابوعبیدہ کی آمد سے متعلق سن لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اور اس خوش کن خبر کی امید رکھو۔ خدا تعالیٰ کی قسم مجھے تمہارے فقر کا ڈر نہیں۔ اب فقر و احتیاج کے دن گئے یعنی غربت اور ضرورت پوری نہ ہونے کا خوف نہیں ہے۔ فرمایا کہ مجھے ڈر ہے تو اس بات کا ہے کہ دنیا کے خزانے تمہارے لئے کھول دیئے جائیں گے جس طرح پہلے لوگوں پر کھولے گئے تھے۔ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے اور اس کی حرص کرنے لگو گے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے حرص کی۔ پس تم کو بھی یہ حرص دنیا ہلاک کردے گی جس طرح کہ اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا‘‘۔(بخاری کتاب الجہاد۔باب الجزیۃ والموادعۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حرص سے بچائے اور ہلاک ہونے سے بچائے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

’’ایک روایت ہے خالد بن عمیر کہتے ہیں کہ عتبہ بن عدوانؓ نے (جو بصرہ کے گورنر تھے) تقریر فرمائی کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ساتواں شخص تھا اور چھ اور آدمی تھے اور کہتے ہیں کہ معاشی تنگی کا یہ حال تھا کہ ببول کے درخت کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ پتیاں کھانے کی وجہ سے ہمارے منہ میں چھالے پڑ گئے تھے اور کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک چادر مجھے ملی تو اس کے میں نے دو ٹکڑے کردیئے۔ آدھی سعد بن مالک نے پہن لی اور آدھی میں نے۔ لیکن آج ہم ساتوں میں سے ہر شخص کسی نہ کسی علاقے کا گورنر ہے۔ مگر اس بات سے خدا کی پناہ کہ میں اپنے آپ کو اس عہدے پر ہونے کی وجہ سے بڑا جانوں اور اللہ کے نزدیک حقیر بنوں‘‘۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ مسلم)

یعنی یہ خوف تھا کہ مجھے اس عہدے کی کوئی بڑائی نہیں اصل تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ وہی میرے دل میں قائم رہے۔ ہر شخص کو اپنی پہلی حالت کو بھول نہیں جانا چاہئے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا چاہئے جن کو نیا نیا پیسہ آئے تو اپنے غریب رشتہ داروں کو بھلا بیٹھتے ہیں، ان کو کوئی سمجھتے ہی نہیں۔ اپنے گھر کے دروازے ان پر بند کردیتے ہیں۔ ان سے نرمی سے بات کرنا بھی جرم سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اپنے غریب رشتہ داروں کا بھی ہمیشہ خیال رکھا جائے، ان کی بھی عزت کی جائے ان کا احترام کیا جائے اور اگر وہ گھر میں آتے ہیں تو اکرام ضیف کے تمام تقاضے ان کے ساتھ بھی پورے کئے جائیں۔

’’حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے کتان کے دو باریک کپڑے پہن رکھے تھے (اعلیٰ قسم کا


**fozman foods**

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

کپڑا تھا) ان میں سے ایک کپڑے سے ناک صاف کیا اور فرمایا واہ واہ! ابوہریرہ! کتّان سے ناک صاف کرتا ہے۔ اور آپ ہی کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا تھا کہ میں بھوک سے بیہوش ہو جاتا تھا اور اس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے درمیان گھسیٹا جایا کرتا تھا اور لوگ میری گردن پر پیر بھی رکھ دیا کرتے تھے یہ سمجھ کر کہ عقل میں فتور آ گیا ہے حالانکہ یہ غشی کی حالت ہوتی تھی جو بھوک کی وجہ سے طاری ہو جاتی تھی"۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و مسلم)

یہ نہیں کہ آپ نے اس لئے تھوکا کہ آپؓ میں تکبر آ گیا تھا یا مال کی کثرت کی وجہ سے کوئی بڑائی پیدا ہو گئی تھی بلکہ دنیا سے بے رغبتی کا اظہار تھا زہد تھا نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے پر تھی نہ کہ ان دنیاوی چیزوں کی طرف ایک دنیادار کے لئے یہ اعلیٰ کپڑے ہوں گے لیکن ایک اللہ والے کے لئے خدارسیدہ کے لئے کوئی چیز نہیں تھی۔

"حضرت وہب بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابودرداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا، حضرت سلمانؓ، حضرت ابودرداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابودرداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں کام کاج کے کپڑے پہن رکھے ہیں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔ سلمان نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابودرداء کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابودرداء بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمان کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں تو روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا (نفلی روزہ رکھا ہوگا)۔ اور جب رات ہوئی تو ابودرداء نماز کے لئے اٹھنے لگے۔ سلمان نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمان نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمان نے کہا اے ابودرداء! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو، اس کے بعد ابودرداء آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضورؐ نے فرمایا سلمان نے ٹھیک کیا ہے"۔ (بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

زہد یہ نہیں ہے کہ دنیاوی حقوق بیوی بچوں کے جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں انکو انسان بھول جائے یا کام کاج کرنا چھوڑ دے۔ دنیاوی کام کاج بھی ساتھ ہوں لیکن صرف مقصود یہ نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کے حقوق ہیں وہ ادا کئے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کرلیں آخرکار ذلیل ہوتے ہیں"۔ (ذکر حبیب صفحہ ۱۳۴)

پھر آپؑ نے فرمایا "وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے)"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

پھر فرماتے ہیں "جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸)

فرمایا: "ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا، جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ دنیا سے بالکل کٹ ہی نہیں جانا چاہئے۔ فرمایا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں۔ اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ ان کی اندرونی حالت خراب ہوتی ہے اور وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہے اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا"۔

(ملفوظات۔ جلد دوم صفحہ ۶۹۲ مطبوعہ ربوہ)

پس دنیا کی نعمتوں کی موجودگی میں ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت اور اس کے حضور جھکنا ہر وقت مدنظر رہنا چاہئے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان سست ہو جاویں۔ اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو اس وقت بھی مدنظر رکھیں تا کہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کرے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملے میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو اصل مقصود دین ہو پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔ صحابہ کرام کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے۔ وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے، نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوتے ہیں کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر اس حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں یا پھر وہ سب کی سب دنیا ہی کے لئے ہوں یاد رکھو جب تک لا الہ الا اللہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہو گی"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۰ مطبوعہ ربوہ)

فرمایا "دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیادار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے کون سمجھاوے جب کہ خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہو، دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے لیٹے فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے موت کا ذرہ اعتبار نہیں"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر ۹ صفحہ ۷۲، ۷۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے اپنی نعماء سے بھی نوازے اور دنیا کا کیڑا بننے سے بھی بچائے۔ آمین

بقیہ: حاصل مطالعہ از
صفحہ نمبر ۱۶

گے اور نہ پائیں گے ہندو جو اب انہیں پکائے ڈالتے ہیں جب بے خوف و خطر کچا ہی چبا جائیں گے۔ یہ ہے لیڈر صاحبوں کی خیرخواہی! یہ ہے "حمایت اسلام" میں جان کاہی **ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

## ہندوؤں نے کانگریسی مسلمانوں کو کس ڈگر پر لگا دیا

اوّلاً جہاد کے اشارے ہوئے۔ اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔ ثانیاً جب یہ نہ بنی تو ہجرت کا بھرا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں۔ ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے۔ یہ اپنی جائیدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یونہی چھوڑ جائیں۔ بہرحال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد و مزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں۔ ثالثاً جب یہ بھی نہ نبھی تو "ترک موالات" کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملت پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو، کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو، مالگذاری ٹیکس کچھ نہ دو، خطابات واپس کر دو، امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ اور ہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں۔ جہاں ہنود کا غلبہ ہوتا ہے حقوق اسلام پر جو گذرتی ہے وہ ظاہر ہے جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے۔ مالگذاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے ہرگز نہیں ترقیاں ہوں گی، مقدمے ہوں گے، جائیدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے نتیجہ یہ ہوگا مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں گے یہ تیسرا درجہ ہے۔"

("حیات اعلیٰ حضرت" صفحہ ۴۷۰ تا ۴۸۲۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ اشاعت ۲۰۰۳ء)

## خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: قدرت ثانیہ کا ظہور
اور خلیفۂ وقت کی اطاعت
از صفحہ نمبر ۴

"زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ دیکھ لو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوگئے تو اہل عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم ﷺ کے لئے مخصوص تھا بعد کے خلفاء کے لئے نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا اور اس وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کر لوں جس رنگ میں وہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہوگیا جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (سورۃ النور آیت ۵۷) اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں...... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی"۔

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ369)

"ایک مرتبہ جمعہ کے روز خطبہ ہو رہا تھا اور لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا۔ بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن مسعودؓ ایک صحابی اس وقت مسجد کی گلی میں آ رہے تھے آپ کو بھی یہ آواز پہنچ گئی اور جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا...... میں نے سمجھا کہ خدا معلوم مسجد جاتے تک جان ہوگی یا نہ یہ حکم سنا ہے اسی وقت اس کی تعمیل کر لوں"۔

22 اور 23 اپریل 2003 کی شب آنکھوں کو ایک ایسا ہی دلکش نظارہ دیکھنے کو ملا چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد اطاعت کا ویسا ہی ایک عملی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ ایک خاتون نے ایم ٹی اے پر یہ نظارہ دیکھ کر لکھا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی زبان سے نکلے ہوئے پہلے الفاظ "بیٹھ جائیں" کہنے پر نہ صرف مسجد کے اندر بلکہ بیعت کے انتظار میں باہر کھڑے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جس طرح بیٹھتے جا رہے تھے اطاعت کے اس نظارے نے دل و دماغ کی عجیب کیفیت کر دی۔ اس سرور اور لذت کی یہ کیفیت الفاظ کے پیمانے سے نہیں ماپی جا سکتی۔

## خلیفہ کی موجودگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضورؓ فرماتے ہیں:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے۔ اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے"۔

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل 04 ستمبر1937)

## ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضورؓ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحظہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا"۔ (الفضل 15 نومبر1946)

پھر فرمایا:

"وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے"۔ (الفضل 20 نومبر 1946)

نیز فرمایا:

"وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے"۔

(الفضل 04 ستمبر1937)

## خلیفۂ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم نہیں ہونی چاہئے

حضورؓ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"۔ (خطبہ جمعہ24 جنوری 1936 مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936)

## انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضورؓ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو"۔

(الفضل 04 ستمبر 1937)

## بیعت خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا

بیعت خلافت کے بعد مبایعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے۔ ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔

(الفضل 05 جون 1937)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ نور میں فرماتا ہے۔

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾۔ یعنی اے مومنو یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم میں سے بعض کا بعض کو بلانا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے فرمایا یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفۃ الرسول پر بھی چسپاں ہوتا ہے اور اس کی آواز پر جمع ہو جانا بھی ضروری ہو جاتا ہے"۔ (تقریر منصب خلافت)

خلفاء کی تحریکات، جو وہ وقتاً فوقتاً کرتے ہیں، کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ تحریکات اپنے اندر زندگی کا پیغام رکھتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾ (الانفال: ۲۵)۔ اے مومنو اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے۔

ہمارا مذہب دین اسلام ہے۔ مذہب اس راستہ کو کہتے ہیں جو انسان کو خدا تک پہنچا دے۔ اور اسلام کے معنے فرمانبردار ہونا۔ پس ہمارا مذہب فرمانبرداری اور اطاعت اور امن اور سلامتی سکھانے والا مذہب ہے۔ فرمانبرداری اس بات کا نام ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی روح اور اس کے قلب میں ایک ایسا احساس پیدا ہو جائے کہ وہ ان تمام احکام کی فرمانبرداری اور تعمیل کے لئے ایسا کمربستہ ہو جائے کہ جب بھی کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں اور انبیاء کی طرف سے یا ان کے خلفاء کی طرف سے صادر ہو تو یہ اس کے ماننے اور فرمانبرداری کے لئے اپنے دل میں کوئی خلش نہ پائے اور تعمیل کے لئے بالکل تیار ہو۔ اباء واستکبار اور نافرمانی کا خیال و وہم تک بھی اس کے قلب میں نہ گذرے۔ پس انسان ہزار نمازیں پڑھے صدقات دے اور ظاہری قربانیاں ادا کرے مگر جب تک وہ قلب سلیم نہیں جس میں یہ یقینی عزم ہو کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کرنا، اباء واستکبار نہیں کرنا اور خدا تعالیٰ کے لئے ہر موت اپنے اوپر وارد کرنا منظور ہے تب تک کچھ بھی نہیں۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مومن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں، تمام خواہشوں اور تمام امنگوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کر لے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے۔ یعنی اگر شریعت اس کو حق دلاتی ہو تو کہے میں شریعت پر چلتا ہوں اور اسی کے ماتحت فیصلہ ہونا چاہئے۔ لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے اور ملکی قانون نہ دلوائے تو کہے کہ ملکی قانون کی رو سے فیصلہ ہونا چاہئے۔ یہ طریق حقیقی ایمان کے بالکل منافی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو حیل و حجت سے کام لیتے ہیں اور قدم قدم پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں حکم کیوں دیا گیا ہے اور فلاں

کام کرنے کو کیوں کہا گیا ہے وہ بسا اوقات ٹھوکر کھا جاتے ہیں ۔اوران کا رہا سہا ایمان بھی ضائع ہوجاتا ہے۔وہ شخص جو بعض الامر کی اطاعت کرتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی پرنہیں بلکہ اپنی مرضی پر چلتا ہے اوراس کے صاف یہ معنے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنے کے لئے تیارنہیں ۔صرف اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ۔ ﴿سَنُطِيْعُكُمْ فِي بَعْضِ الْاَ مْرِ﴾ (محمد:۲۷) اے لوگو ! ہم تمہاری ان امور میں جو ہماری طبیعت کے مناسب حال ہیں اطاعت کرنے کو تیار ہیں ۔بہر حال ایسے لوگ جو ان امور میں اطاعت کریں جنہیں ان کے اپنے نفس بھی ماننے کے لئے تیار ہوں پوری طرح خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے نہیں کہلا سکتے ۔ غرض اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادات یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اطاعت کے سلسلہ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے ۔یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لئے بھی آیا ہے ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ﴾ ۔اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے؟ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے ۔ اس میں ایک سرّ ہے میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں ۔میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا ہے تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکا نہ لگ جائے ......میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں پھر سمجھ جائیں، پھر سمجھ جائیں ایسا نہ ہو کہ ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔مَیں اخیر میں پھر کہتا ہوں کہ آپس میں تباغض و تحاسد کا رنگ چھوڑ دو کوئی امر امن یا خوف کا پیش آجاوے عوام کو نہ سناؤ ۔ہاں جب کوئی امر طے ہوجائے تو پھر بے شک اشاعت کرو۔اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں ماننی پڑیں گی طوعاً وکرھاً اورآخر یہ کہنا پڑے گا اَتَيْنَا طَآئِعِيْن ۔ جو کچھ میں کہتا ہوں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں راہ ہدایت پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر کرے۔آمین

( بدر جلد 08 نمبر 52 و الحکم 28 اکتوبر 1909 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 290-291)

اب میں خلافت سے وابستگی اور اطاعت کے بارہ میں خلیفۂ وقت کے پیغامات میں سے دو ارشادات پڑھ کر اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’ قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے ۔یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ۔ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں ۔اگر قدرت ثانیہ نہ ہوتو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا ۔پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں ۔امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کیلئے ایک ڈھال ہے ۔پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں ۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے ۔اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین۔ (الفضل انٹر نیشنل 23مئی 2003)

دوسرا آپ کا وہ پیغام ہے جو آپ نے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام بھجوایا ۔فرمایا:

’’اس موقع پر میرا پیغام آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے ۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ۔جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپکو حاصل رہے گی ۔ خلافت کے استحکام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں ۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی اور اس کی برکات سے فیض یاب ہونے کی تلقین کرتے رہیں ۔اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کی تعمیل میں برکات خلافت کے تذکرے اپنی محفلوں میں کرتے رہیں ۔اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے اور آپ کے اخلاص اور وفا میں مزید اضافہ کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے حصہ وافر عطا فرماتا رہے۔آمین ۔اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 30/ مئی 2003)

❁❁❁❁❁


**THOMPSON & CO SOLICITORS**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact:**

**Anas A.Khan, John Thompson Solicitors**
**1st floor 48 Tooting High Street**
**London SW17 0RG**
**Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005**
**Fax: 020 8871 9398**
**Mobile: 0780-3298065**


بقیہ:رپورٹ دورہ نائجیریا از صفحہ اول

اس میں ساٹھ بستروں کی گنجائش ہے ۔معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں ہسپتال کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا تو حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا ۔ہسپتال میں مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔حضور انور نے ریمارکس بک پر تحریر فرمایا’’ ماشاءاللہ

Ojokoro Hospital is progressing very well .The graph of progress has again gone high after some few years of decrease.May Allah bless Dr.Tariq Mirza for his remarkable work he did with the spirit of devotion and hard working."

ہسپتال کے معائنہ کے بعد ۹:۴۵ منٹ پر حضور ایدہ اللہ نے احمدیہ مسجد اوجوکورو کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی ۔ یہ مسجد محترم الحاجی الحسن صاحب نائب امیر اور ان کے خاندان نے مل کر بنوائی ہے ۔ یہ مسجد دومنزلہ ہے اور بہت خوبصورت اور وسیع وعریض ہے اور اس پر سبز رنگ کا شاندار گنبد بنا ہوا ہے ۔اس مسجد میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے ۔

۹:۵۰ منٹ پر مجلس عاملہ نائجیریا کے ساتھ میٹنگ دعا کے ساتھ شروع ہوئی ۔ دعا کروانے کے بعد حضور انور نے باری باری تمام ممبران عاملہ سے تعارف حاصل کیا ۔اور ان کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ سیکرٹریان کو ہدایات سے نوازا ۔حضور انور نے ہر سیکرٹری کی رہنمائی فرمائی کہ آپ نے کس طرح اپنے اپنے شعبہ کو منظّم کرنا ہے ۔اور کام کو آگے بڑھانا ہے ۔آخر پر تمام ممبران عاملہ کی تصویر حضور انور کے ساتھ ہوئی اور سبھی کو حضور نے شرف مصافحہ بخشا ۔

اس کے بعد ۱۱:۳۰ بجے لجنہ اماء اللہ نائجیریا کی مجلس عاملہ کی میٹنگ حضور انور کے ساتھ ہوئی ۔حضور انور نے لجنہ کی عہدیداران کو تفصیلی ہدایات دیں ۔اور مختلف معاملات میں ان کی رہنمائی فرمائی ۔

۱۲:۲۰ منٹ پر مجلس عاملہ انصار اللہ نائجیریا کی میٹنگ ہوئی ۔حضور انور نے تمام سیکرٹریان سے تعارف حاصل کیا اور ہر سیکرٹری سے اس کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا ۔ بعد میں حضور انور کے ساتھ تمام ممبران کی تصویر ہوئی ۔حضور انور نے تمام ممبران کو شرف مصافحہ بخشا ۔

۱:۰۵ منٹ پر بعد دوپہر اوجوکورو سے اپاپا ہسپتال کے لئے روانگی ہوئی ۔ وہاں پر قافلہ پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکل کے اسکواڈ کے ساتھ ایک بجکر پچیس منٹ پر پہنچا ۔ یہاں ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اپاپا اور ہسپتال کے سٹاف اور احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا ۔محترم ڈاکٹر صاحب کی دو بیٹیوں عزیزہ درعدن اور عزیزہ قرّۃ العین قدسیہ نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا ۔حضور انور نے احمدیہ ہسپتال کے نئے ونگ کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی ۔اس کے بعد عملہ کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ بخشا ۔ بعد میں ہسپتال کا معائنہ فرمایا ۔جس میں Scaning روم، لیبارٹری، ایکسرے روم، لیبر روم، پرائیویٹ رومز، میڈیسن سٹور، ECG روم ،آپریشن تھیئٹر اور دفاتر شامل ہیں ۔ یہ خوبصورت ہسپتال لیگوس شہر کے کمرشل علاقہ اپاپا میں واقع ہے ۔ہسپتال ۵ منزلہ ہے ۔تین منازل مکمل ہوچکی ہیں اوپر والی منزل پر کام جاری ہے ۔حضور انور نے ہسپتال کا ماڈل بھی ملاحظہ فرمایا اور ریمارکس بک پر حضور انور نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں تحریر فرمایا ۔

May Allah Let Dr.Samiullah Tahir ,his collegues and staff members continue serve humanity in the best possible way.However ,I am very much impressed with the progress of the Hospital,May Allah bless you all.

ڈاکٹر صاحب نے اپنے گھر میں حضور انور اور قافلہ کے ممبران اور مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا ۔کھانے کے بعد تین بجکر ۳۰ منٹ بعد دوپہر اپاپا ہسپتال سے اوجوکورو کے لئے روانگی ہوئی اور سوا چار بجے واپس پہنچے ۔الحمد للہ

پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ مسجد اوجوکورو میں نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں ۔اس کے بعد حضور انور نے رقیم پریس کا معائنہ فرمایا ۔کمپیوٹر سیکشن ،ڈارک روم اور مشینوں کے فنکشن دیکھے اور ہدایات سے نوازا اور بعض کتب کے نمونے دیکھے جو اس پریس میں طبع ہوئی ہیں ۔آخر پر پریس کے کارکنان کا حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا اور حضور انور نے ان سب کو شرف مصافحہ بھی بخشا ۔

پانچ بجکر پچپن منٹ پر احمدیہ مسجد اوجوکورو میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نائجیریا کی میٹنگ ہوئی ۔ حضور انور نے سیکرٹریان سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ضروری ہدایات سے نوازا اور ہر سیکرٹری کی فرداً فرداً رہنمائی فرمائی ۔میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے مجلس عاملہ کو شرف مصافحہ بخشا اور اس موقعہ پر تصاویر بھی کھینچی گئیں ۔

دس بجکر بیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد مسجد کے احاطہ میں عشائیہ کا انتظام تھا ۔جس میں مبلغین کرام، نیشنل مجلس عاملہ، ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ اور بعض دیگر جماعتی ممبران اور مہمانان کرام شامل ہوئے ۔لیگوس میں ایرانی ایمبیسی کے کمرشل اتاشی بھی اس میں شامل ہوئے ۔ عشائیہ میں ریڈیو اور اخبارات کے نمائندوں نے بھی شرکت کی ۔آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے ۔

(باقی آئندہ شمارہ میں )

# خلیفہ خدا بناتا ہے

(صدیق اشرف علی موگراں ۔کیرالہ۔انڈیا)

ہر مضمون کا ایک عنوان ہوتا ہے مگر جن مضامین کو خدا تعالیٰ اپنی جانب سے عنوان عطا کرتا ہے ان کی اہمیت اور شان اور بڑھ جاتی ہے ۔’’خلیفہ خدا بناتا ہے‘‘ یہ بھی ان عنوانوں میں سے ایک عنوان ہے۔ چنانچہ آیت استخلاف میں عمل صالح بجا لانے والے مومنوں سے جس خلافتِ حقہ کے قیام کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو اپنی طرف منسوب کر کے خلافت حقہ کی تائید ونصرت کو اپنے لئے لازم وملزوم قرار دیا ہے ۔چنانچہ آیت استخلاف میں لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ میں لام تاکید اور نون تشدید ہے۔اس سے پتہ لگتا ہے کہ باوجود دنیا کی مخالفت کے خدا تعالیٰ خلافت کو ضرور قائم فرمائے گا۔

سہولت کے پیش نظر اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱)وہ منقولی دلائل جو اس مضمون کی تائید میں قرآن کریم ،احادیث اور اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے کلام میں موجود ہیں۔

(۲)اس بات کے بیان کرنے میں کہ’’ خلیفہ خدا بناتا ہے‘‘ ہمیں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔نیز ان کے نتیجہ میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

(۳)خلفاء کرام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارہ میں آیت استخلاف میں جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں وہ تاریخ کی روشنی میں کس طرح پوری ہوئیں۔

اصل مضمون کو شروع کرنے سے قبل ایک شک کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ہمیں نظر آتا ہے کہ انبیاء کرام کو خدا تعالیٰ براہ راست منتخب کرتا ہے ۔مگر جہاں تک خلفاء کا تعلق ہے بظاہر مومنین کی جماعت ان کا انتخاب کرتی ہے ۔ایسا کیوں ہوتا ہے ۔اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ نبی کی بعثت کے بعد جب مومنوں اور متقیوں کی ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے اور ان تقویٰ شعار لوگوں کی نظر انتخاب ایسے شخص پر جا ٹھہرتی ہے جس کو خدا خلیفہ بنانا چاہتا ہے تو مومنوں کو انتخاب کا موقعہ دے کر خدا تعالیٰ دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اب زمین پر مومنوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوگئی ہے جن کی مرضی ،میری مرضی کے تابع ہے اور جن کا انتخاب میرا انتخاب ہے۔

قرآن کریم میں اس سے ملتی جلتی بعض مثالیں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔مثال کے طور پر قرآن کریم میں ہے ﴿مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔اے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تو نے جنگ بدر کے موقعہ پر دشمنوں کی طرف کنکر اٹھا کر پھینکا تو وہ تو نے نہیں بلکہ میں نے پھینکا تھا۔کیونکہ اس میں میری (خدا کی) مشیت تیرے شامل حال تھی۔ایسا ہی بیعت رضوان کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾ یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ہاتھوں کے اوپر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہیں تھا بلکہ خدا کا ہاتھ تھا۔

پس یہ قول خدا تعالیٰ کا بالکل سچا اور برحق ہے کہ خدا ہی خلیفہ بناتا ہے۔اور یہ قول جماعت مومنین کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے اور مومنوں کو بھی چاہئے کہ وہ ہر دم اس یقین پر قائم رہیں کہ ہم نہیں بلکہ خدا ہی خلیفہ بناتا ہے اور اس شرف کو قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔

مشکوٰۃ میں مسند احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔’’حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا ۔پھر وہ اُس کو اٹھا لے گا پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اُس کو بھی اُٹھا لے گا۔پھر سختی والی بادشاہت قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اُس کو بھی اُٹھا لے گا۔اُس کے بعد ظالمانہ بادشاہت کا دور آئے گا۔پھر اللہ تعالیٰ اُس کو بھی اُٹھا لے گا۔پھر (آخر میں دوبارہ۔ناقل) نبوت کے طریق پر خلافت کا قیام فرمائے گا ۔راوی بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد خاموش ہو گئے‘‘۔(باب الانذار و التحذیر)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ مسلمانوں پر سختی والی بادشاہت کا دور بھی آیا اور ظالمانہ بادشاہت کا دور بھی ان پر گزرا اور ان میں سے بعضوں کو مختلف ناموں والی خلافت کا لقب بھی دیا جاتا رہا۔اور ان دنیاوی خلافتوں سے مسلمانوں کو کسی حد تک اجتماعیت کا فائدہ بھی حاصل ہوتا رہا۔مگر محض سیاسی اغراض کے لئے قائم شدہ یہ خلافتیں بالآخر اپنی سیاسی موت کا شکار ہوگئیں اور اپنی سیاسی وحدت بھی قائم نہ رکھ سکیں اور بیسویں صدی کے شروع میں تُرک خلافت بھی انگریزوں کی نذر ہوگئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور گاندھی جی نے مسلمانوں سے مل کر تُرک خلافت کو بچانے کی بہت کوششیں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی ۔مگر اس’’ خلافت تحریک‘‘ سے ایک بات ظاہر ہو گئی کہ مسلمانوں کو خلافت سے کسی قدر جذباتی لگاؤ ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات داخل ہے کہ اسلام کی شیرازہ بندی اگر ہو سکتی ہے تو صرف خلافت کے ذریعہ ،مسلمانوں میں اتحاد قائم رہ سکتا ہے تو خلافت کے ذریعہ سے ،اسلام کو سربلندی حاصل ہوسکتی ہے تو خلافت کے ذریعہ ،دین کو استحکام حاصل ہوسکتا ہے تو وہ صرف خلافت کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

پھر جب خدا تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ خلافت علی منہاج النبوّۃ قائم فرمائی تو کسی اور خلافت کو دنیا میں قائم نہ رہنے دیا۔اور احمدیہ مسلم خلافت کے مقابل پر خلافت قائم کرنے کی ہر کوشش کو خدا نے کامیاب نہ ہونے دیا ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

**’’سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا۔کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے۔‘‘**

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء)

پھر فرماتے ہیں:

’’یاد رکھیں آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور امت واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور کسی کے نصیب میں نہیں ہوسکتا۔میں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اُمّت واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دور میں خلافت احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے ۔** جو اُس سے تعلق کاٹ لے گا اُس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی ہو کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کے خدا تعالیٰ کی جانب سے معرض وجود میں آنے کی بات یوں بیان فرماتے ہیں:

’’اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔‘‘(رسالہ الوصیت ۔صفحہ ۷)

پھر فرماتے ہیں:

’’جیسا کہ خدا فرماتا ہے میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے اس کے بعد وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے......میں خدا تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے ۔سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔‘‘(رسالہ الوصیت ۔صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق اسلام کے دوسرے دور کے پہلے خلیفہ ہوئے ان کا کلام خلافت کے مضمون میں ایک اتھارٹی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔

اگر کوئی کہے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے ۔اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو مجھے نہ کسی انسان نے ،نہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔نہ کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے اور اُس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین سکے۔

پس جب میں مرجاؤں گا پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔‘‘(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے تعلق میں بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔اس موضوع پر بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ ’’منصبِ خلافت‘‘،’’ خلافت حقہ اسلامیہ‘‘ جیسی معرکۃ الآراء تقریریں بھی کی ہیں ۔ایک اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

’’اے دوستو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں ۔نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اسکی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا کہ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اور بھی اونچا کرے۔‘‘

(الفضل ۲۰/ مئی ۱۹۵۹ء)

## خدا کی طرف سے قائم کردہ خلافت کی برکات اور مومنوں کی ذمہ داریاں

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے تو اس کا ہمیں کیا فائدہ ہے یا اُس میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اس میں مومنوں کے لئے کیا پیغام ہے؟

خدائی جماعت کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک واجب الاطاعت امام کے تابع ہے ۔امام کے بغیر جماعتی زندگی کا تصور ہی فضول ہے۔ جب تک نبی زندہ ہوتا ہے نبی اس کا امام ہوتا ہے اور نبی کی وفات کے بعد خلیفہ وقت ان کا امام ہے۔

پس مومنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی کامل اور مکمل اطاعت بجا لائیں جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا نزول ہوتا ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اپنی مشیّت کو اس کے قائم کردہ

TOWNHEAD
PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نظامِ خلافت کے ذریعہ دنیا پر ظاہر فرماتا ہے۔اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (سورہ آل عمران۔آیت ۱۰۴) یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور پراگندہ مت ہو۔ پس حبل اللہ کی برکت سے جماعت اختلاف اور افتراق سے بچ جاتی ہے۔

اب رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کے معنی یہ ہیں کہ رسّی کو دونوں ہاتھ سے پکڑنا ورنہ ایک ہاتھ سے پکڑنے سے بسا اوقات رسی کے چھوٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔پس اعتقادی رنگ میں خلافت کی اطاعت لازم ہے اور عملی رنگ میں بھی اس کی اطاعت ہونی چاہئے۔

دوسری بات یہ بھی لازم ہے کہ اس اطاعت میں جماعت کا ہر فرد شامل ہو۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب رسہ کشی کی جاتی ہے تو سب مل کر رسہ کھینچتے ہیں۔یہ نہیں ہوتا کہ دس کھلاڑیوں میں سے ایک کھلاڑی یہ خیال کرے کہ سبھی رسہ کھینچ رہے ہیں اگر اکیلا میں شریک نہ ہوا تو کیا فرق پڑتا ہے! فرق پڑے گا اور ضرور پڑے گا۔ایک کھلاڑی کی یہ نادانی ٹیم کی جیت کو ہار میں بدل دے گی۔

پس خلیفہ وقت جب ہمیں دائیں چلنے کو کہے تو ہمیں دائیں چلنا ہوگا، بیٹھنے کے لئے کہے تو ہمیں بیٹھنا ہوگا، ہمیں کھڑے ہونے کو کہیں تو ہمارا فرض ہوگا کہ ہم سب کے سب کھڑے ہو جائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"تمہارا فرض ہے کہ جب تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تو تم فوراً لبیک کہو اور اُس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو۔اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔بلکہ اگر انسان اُس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اُس کا فرض ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفۃ الرسول پر بھی چسپاں ہوتا ہے اور اُس کی آواز پر جمع ہو جانا بھی ضروری ہے۔"

(بحوالہ اخبار بدر ۲۲/۱۵ مئی ۱۹۹۷ء)

اگر کوئی خلیفہ وقت کی اطاعت میں کوتاہی سے کام لیتا ہے یا اُس کے فرمان کی بجا آوری میں پوری توجہ سے کام نہیں لیتا تو اس سے اس کی اپنی ذات کو نقصان ہوگا۔

# خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"**خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز** دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اُتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے۔اس بات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی مرضی، اپنی منشاء کو خلیفۂ وقت کی زبان سے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔کیونکہ کہ وہ زمین پر خدا کا نمائندہ ہے۔حضرت مصلح موعودؓ اپنے معرکۃ الآراء خطاب "سیر روحانی" میں فرماتے ہیں:

"پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔یہ میری آواز نہیں۔میں خدا کی آواز تم کو بتا رہا ہوں۔تم میری مانو۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

یہ کوئی معمولی کلام نہیں۔جن لوگوں نے اپنے کانوں سے اس پُر شوکت کلام کو سنا ہے وہ جانتے ہیں اس کلام کی گونج سالہا سال گزرنے کے باوجود ان کے کانوں میں، ان کے سینوں میں آج بھی سنائی دے رہی ہے۔اس کی یاد آج بھی دلوں کو گرما دیتی ہے۔پس یہ موضوع "خلیفہ خدا بناتا ہے" ایک علمی مضمون ہی نہیں بلکہ عملی مضمون ہے جس کو سمجھ کر ہر مومن کو ایک نئی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی ہر بات پر کان دھرنا ہوگا اور پوری تندہی سے اس پر عمل کرنا ہوگا۔

جب ہم کہتے ہیں "خلیفہ خدا بناتا ہے" تو اس بات میں ہمارے لئے یہ بھی ایک پیغام ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس نعمت کی قدر کریں اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مقاصد عالیہ میں آپ کو کامیاب فرماتا رہے اور ساتھ ہی ہم میں سے ہر ایک حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھے اور آپ سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرے۔اس سے جو برکات جماعت کو حاصل ہوتی ہیں ان کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح انبیاء، خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔وہ دیوار نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جس کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔" (الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء)

"وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔" (منصب خلافت۔صفحہ ۶۵)

آپ فرماتے ہیں:

"اللہ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے۔کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت۔صفحہ ۶۵)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے۔اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔" (منصب خلافت۔صفحہ ۶۵)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے۔اُس سے سچا پیار نہیں ہے، اُس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے......خلیفہ وقت کی دعائیں اُس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی......اُس کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

# خلافت حقہ کے خدا کی طرف سے ہونے کی نشانیاں

اب ہم مضمون کے اس حصہ کی طرف آتے ہیں جس میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ آیت استخلاف میں خلافت حقہ کی کیا کیا نشانیاں بیان کی گئیں ہیں۔اس میں سے دو نشانیوں کے چند پہلو یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔اس میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کو خلافت کے ذریعہ تمکنت بخشتا ہے اور دین کو مضبوطی عطا کرتا ہے۔

دین کو استحکام اور مضبوطی بخشنے کا کام اسلام کے دور اوّل میں اور پھر دور ثانی میں جس خوش اسلوبی اور شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ درجہ بدرجہ پورا کرتا رہا اور اب بھی کرتا جا رہا ہے اس کے لئے محض وقت کی کمی کا عذر ہی کافی نہیں بلکہ اس کی تفصیل بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔حضرت ابوبکرؓ کی قیادت اور حضرت عمرؓ کی فراست خود ایک تاریخ ہے۔حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم جمع کرنے کا جو عظیم کارنامہ کیا وہ خدا کے خلیفہ کے علاوہ اور کون انجام دے سکتا ہے۔حضرت علیؓ کے زمانہ میں جو علمی کام ہوئے وہ اپنی ذات میں ایک روشن دلیل ہے۔

پھر اسلام کے اس دوسرے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دینی و علمی قابلیت، درس و تدریس اور آپ کی عارفانہ قیادت و عظمت کے اپنے تو کیا غیر بھی معترف اور رطب اللسان تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور ایسا دور ہے جو احمدیت اور اسلام کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔وہ سنگ میل ہے جس سے گزرے بغیر احمدیت کی ترقی کی شاہراہ پر قدم بڑھایا نہیں جا سکتا۔تحریک جدید، وقف جدید کا قیام، تفسیر صغیر و تفسیر کبیر کی تصنیف، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ و دیگر ذیلی تنظیموں کا قیام یہ سب قدم بقدم، لمحہ بہ لمحہ ہمارے ساتھ ہیں اور ہمیں آپ کی یاد دلاتی رہتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی تقریر خلافت حقہ اسلامیہ میں فرماتے ہیں:

"مستقبل کا مؤرخ جب اسلام کی تاریخ لکھے گا تو وہ مجبور ہوگا کہ میرا ضرور ذکر کرے۔اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ تاریخ میں ایسی خلاء چھوڑے جائے ......جس کو پُر کرنے والا اُسے کوئی نہیں ملے گا۔"

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

استحکام دین کا یہ کام خلافت ثالثہ میں بھی جاری و ساری رہا اور احمدیت کا یہ قافلہ کامیابی کی شاہراہ پر رواں دواں آگے بڑھتا رہا اور مضبوط ہوتا چلا گیا۔ خلافت رابعہ کے دور میں دین کو جو تمکنت اور کامیابی حاصل ہوئی اس کا کیا ذکر کیا جائے۔کہاوت ہے۔ 'ہاتھ کنگن کو آرسی کیا' حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔

وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام چلو

واقعی بہت ہی کم وقت میں آپ نے وہ کام کر دکھائے جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔آپ کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے وہ ترقیات حاصل کیں کہ ان کا مختصر بیان بھی حد امکان سے باہر ہے۔ہر دن نئی سے نئی کامیابیاں جماعت کے قدم چومتی رہیں۔ آپؒ نے چند سالوں میں جماعت کو تیز گام ہی نہیں بلکہ دوڑنے کے قابل بنایا۔بلندیاں جماعت کی میراث بن گئیں۔چند دہائیاں قبل جماعت اپنا ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی بات کر رہی تھی۔آپؒ کے وقت


خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
**شریف جیولرز۔ربوہ**
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN



**KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS**
**& COMMISSIONERS FOR OATHS**

**Our legal advice includes:**

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &
Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

***Contact:***

**Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases**
**Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.**
**2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF**
**Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.**
**Freephone: 0800 716929**
**Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk**
**LEGAL AID FRANCHISE**

میں ۲۴ گھنٹے نشر ہونے والی MTA سیٹلائٹ کی بات ہونے لگی۔آج MTA کے ذریعہ خلیفۂ وقت جماعت کے ہرفرد کے قریب آ چکے ہیں۔خلیفۂ وقت ان سے براہ راست بات کرتا ہے۔ان کی تربیت اور ان کے دین کی تمکنت کے سامان کرتا ہے۔آج آپ کی آواز ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکی ہے۔آپ کی مسکراہٹ سے مومنوں کے دل کھل اٹھتے ہیں۔ MTA اب جماعت کی عادت بن چکی ہے۔وہ خلیفۂ وقت سے اس قدر مانوس ہو چکے ہیں کہ کوئی اپنوں سے بھی ایسا مانوس نہیں ہوتا۔آپ نے سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کرنے کا عظیم منصوبہ بنایا اور جس میں سے بیشتر ترجمے چھپ کر شائع بھی ہو چکے ہیں۔یہ سب خلافت رابعہ کے ذریعہ جماعت کو حاصل ہونے والی تمکنت اور دین کے استحکام کا ہی نتیجہ ہیں۔

پھر ایک دن وہ آیا جب ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کروڑوں احمدیوں کے دلوں کو دکھی چھوڑ کر خاموشی سے رخصت ہوگئے اور اپنے پیارے مولا سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کا دن ہر احمدی پر بہت بھاری تھا۔ایک ہُو کا عالم تھا،ایک سنّاٹا تھا جو ساری دنیا پر چھایا ہوا تھا۔کوئی دل اس سانحہ پہ یقین کرنے کو تیار نہ تھا۔

پھر جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے آپؒ کے جنازہ کو کندھا دیا تو یوں لگا کہ سارے احمدیوں کے غم کا بھار آپ نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہو اور ہمیں تسلّی دے رہے ہوں ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اور یوں مومنوں کے دلوں پر سکینت نازل ہوئی، ان کے دلوں کی ڈھارس بندھی ﴿وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِخَوْ فِھِمْ اَمْنًا﴾ میں مذکور خدائی وعدہ پھر پورا ہوا۔

خلافت حقہ کی دوسری نشانی آیت استخلاف میں یہ بیان کی گئی کہ خدا تعالیٰ خلافت کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہے۔نمونہ کے طور پر چند ایک واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کی بات ہے جب احرار نے جماعت کی سخت مخالفت شروع کی ان دنوں سر سکندر حیات خاں پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ان کی کوٹھی پر احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب سے اپنی ایک گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’چوہدری افضل حق صاحب ...... باتوں باتوں میں جوش میں آگئے اور کہنے لگے اب تو ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل کر رکھ دیں گے۔میں نے مسکراتے ہوئے کہا اگر جماعت احمدیہ کسی انسان کے ہاتھ سے کچلی جاسکتی تو کبھی کی کچلی جا چکی ہوتی۔ اب بھی اگر کوئی انسان اُسے کچل سکتا ہے تو یقیناً یہ رہنے کے قابل نہیں۔‘‘ (الموعود۔صفحہ ۱۷۳،۱۷۴ )

انہی دنوں میں آپ نے فرمایا:

’’تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیوں کہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔جو تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اُس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب وبامراد کرنے والے ہیں۔‘‘

(الفضل ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

۱۹۵۳ء میں جماعت پر پھر ایک بار شدید خوف کے حالات آئے۔پاکستان میں حکومت پنجاب اور ملاؤں نے ملکر جماعت کو ختم کرنے کی مکمل سازش تیار کر لی تھی۔احمدیوں کو شہید کیا گیا،ان کی جائیدادوں کو نذر آتش کر دیا گیا،احمدیوں کو ملازمتوں سے فارغ کر دیا گیا اور کیا کیا ظلم تھے جو ان پر توڑے نہیں گئے۔ ایسے وقت میں خدا کے قائم کردہ خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا۔ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ کبھی نہیں چھوڑے گا۔سمجھ لو وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے۔خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر تم اپنے نفوس کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو،سلسلہ کا کام خدا خود سنبھالے گا۔‘‘

(تاریخ احمدیت۔جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۰)

پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔ذوالفقار علی بھٹو نے جس کو ایک عالمی شہرت حاصل تھی اور بالخصوص مسلم ممالک میں وہ ایک ہر دلعزیز لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں انہوں نے پاکستان اسمبلی کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا۔لیکن اس کا انجام کیا ہوا۔پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ایک بار پھر خدا نے ثابت کر دیا کہ خدا ہی ہے جو خلیفہ بناتا ہے،انسان نہیں بناتا۔اور اُس کی تائید اور نصرت اُس کے مقرر کردہ خلیفہ کے ساتھ ہے اور وہی ہے جو خوف کی حالت کو امن میں بدل سکتا ہے اور دین کو تمکنت بخش سکتا ہے۔

# غزل

| | |
|---|---|
| وہ اگر مہربان ہو جائیں | دو بدن ایک جان ہو جائیں |
| آنکھ جب بولنے پہ آجائے | حرف سب بے زبان ہو جائیں |
| آپ ہیں سرزمیں تخیّل کی | آپ ہی آسمان ہو جائیں |
| روح جب دھوپ میں پگھلنے لگے | آپ اک سائبان ہو جائیں |
| جب سفر ہو تری محبت کا | یہ فلک پائدان ہو جائیں |
| رنگ لے کر تمہاری نظروں کا | سارے منظر جوان ہو جائیں |
| ہم وہاں خامشی سے بیٹھے رہیں | اور مطالب بیان ہو جائیں |
| آپ آکر دلوں میں ٹھہریں تو | یہ گھروندے مکان ہو جائیں |

(آصف محمود باسط)

اور پھر خلافت رابعہ کا روشن دور ہمارے سامنے ہے۔جماعت پر کیسے کیسے خوف و ہراس کے دور آئے اور دنیا نے ہر موقعہ پر یہی سمجھا کہ اب جماعت احمدیہ کا نام ونشان دنیا سے مٹ جائے گا۔پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ احمدیت کی بربادی میرے ہاتھوں مقدر تھی۔اس لئے اب میں ہی اس کو مٹاؤں گا۔اس کے لئے اس نے ہر طرح کے ناپاک منصوبے بنائے اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’......ایک رات پہلے میں یہ عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم میں احمدیت کی خاطر جان دے دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس سے روک نہ سکے گی۔اسی رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ جماعت کے خلاف کتنی بھیانک سازش جسے ہر قیمت پر ناکام بنانا میرا فرض ہے۔اور وہ سازش یہ تھی کہ خلیفہ وقت کو قتل کر دیا جائے اور جب جماعت اس پر ابھرے تو نظام خلافت پر حملہ کیا جائے۔ ربوہ کو فوج کے ذریعہ ملیا میٹ کیا جائے اور وہاں خلافت کا نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے اور خلافت کی انسٹی ٹیوشن ہی ختم کر دی جائے۔‘‘

مگر انجام کیا ہوا خود ضیاء الحق کے پرخچے ہوا میں بکھر گئے۔خلافت کے خلاف بنائی گئی سازش خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی۔خدا کے خلیفہ نے کیا ہی سچ فرمایا ؎

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت نظر آرہی ہے وسیع پیمانے پر وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں ہے۔ اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی۔جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھی جائے گی......وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے۔وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا۔اور نشان مٹا دے گا ان کا دنیا سے۔جماعت احمدیہ کو بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔‘‘ (اخبار بدر ۲۳/اگست ۱۹۸۴ء)

حضورؒ پھر فرماتے ہیں:

’’آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔کوئی بدخواہ اب جماعت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی کہ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۱۹۸۲ء)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خلیفہ بننے کے ساتھ ایک بار پھر خدا کی قدرت اور رحمت کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔MTA کے ذریعہ جماعت احمدیہ عالمگیر نے خدا تعالیٰ کے اس نشان کو اپنی آنکھوں سے خود پورا ہوتے ہوئے دیکھا اور غیر بھی اس کے گواہ بنے اور آسمان احمدیت پر ایک نیا ستارہ طلوع ہوا۔الحمد للہ علیٰ ذلک

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت حقہ کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کو صحت وسلامتی والی،فعّال،غیر معمولی تائیدات اور عظیم الشان روحانی فتوحات سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے۔آمین ثمّ آمین۔


BELA BOUTIQUE

ہرموسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com



الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

**AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.**

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

**http://www.alislam.org/alfazal/d/**

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قادیان میں تشریف آوری

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہر نمبر" میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ۱۹۹۱ء میں قادیان میں تشریف آوری اور جلسہ میں سالانہ میں شرکت کا ایک جائزہ مکرم محمد انعام غوری صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

۱۹۸۹ء میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے حوالہ سے جماعت احمدیہ ہندوستان نے دنیا بھر میں ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا تھا۔ اسی دوران ایک احمدی دوست نے رؤیا دیکھی کہ حضرت مسیح موعودؑ قادیان تشریف لائے ہیں اور خواہش کا اظہار فرماتے ہیں کہ میری بگھی کو نکالو تاکہ مَیں سیر پر جاؤں۔ لیکن جب بگھی نکالی گئی تو وہ عدم استعمال کی وجہ سے زنگ آلود ہوچکی تھی اور خستہ حالت میں تھی۔ پھر فوری توجہ کی گئی کہ اس بگھی کو حضورؑ کی سیر کے قابل بنایا جائے۔ اس رؤیا کا ذکر کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا: "اس سے مَیں سمجھا کہ مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام بھجوایا گیا ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں کو اب تیزی سے سفر اختیار کرنا ہے، اُن کے پاس ذرائع میسر نہیں ہیں، عدم توجہ کا شکار ہیں۔ اس لئے ان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے......"۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت رؤیا کے ذریعہ کئی افراد جماعت کو اس سفر کے بابرکت ہونے کی خبر عطا فرمادی جن میں سے دو کا ذکر حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کی اپنی تقریر میں بھی فرمایا۔ ایک دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا کہ نہر کے پل کے پار جارہے ہیں، لمبا کوٹ عمامہ اور گرگابی پہنی ہوئی ہے اور ہاتھ میں سوٹی ہے۔ حضورؑ نے اُس دوست کے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ جاؤ اور طاہر احمد کی مدد کرو۔ اُس دوست نے پوچھا کہ ہم کب قادیان جائیں گے تو حضورؑ نے پانچ کا ہندسہ بتلایا۔ پوچھا ۱۹۹۵ء میں۔ فرمایا: نہیں جب ۴۵ سال ہوں گے۔ چنانچہ بعد ازاں ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ وہاں تشریف لے گئے تو ۱۹۴۷ء سے یہ ۴۵ سال بنتے ہیں جب خلافت کو قادیان سے ہجرت کرنا پڑی تھی۔

اسی طرح مکرم محمد عثمان چینی صاحب نے رؤیا میں دیکھا کہ حضورؒ کے گھر کے بارہ یا چودہ افراد حضورؒ کے ساتھ ہیں اور یہ غور ہو رہا ہے کہ جس مکان میں حضورؒ کو ٹھہرایا جانا ہے، وہاں سے دو مکان خالی کروائے جائیں یا نہ کروائے جائیں۔ حضورؒ نے یہ رؤیا سناکر بتایا کہ بعینہٖ یہی واقعہ پیش آیا کہ میرے اہل و عیال پر مشتمل قافلہ کے کُل افراد ۱۴؍ تھے لیکن مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں اور میری بیوی تو جماعت کی نمائندگی میں جائیں گے اور باقی بارہ افراد کو مَیں ذاتی اخراجات پر لے جاؤں گا۔ اسی طرح حضرت امّ طاہرؓ کے مکان میں آباد درویشوں کی دو فیملیوں کو بھی اُن کی رضامندی کے ساتھ متبادل نئے مکانوں میں تبدیل کرنے کی بات بھی پوری ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مع افراد قافلہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو برٹش ایئرویز کے ذریعہ ہیتھرو ایئرپورٹ لندن سے روانہ ہوئے۔ حضورؒ کی صحبت میں ۷۴؍افراد کو سفر کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ ۱۶؍دسمبر کو حضورؒ کا طیارہ دہلی پہنچا۔ تین دن حضورؒ نے دہلی کے احمدیہ مشن ہاؤس میں قیام فرمایا اور اس دوران سکندرہ، فتح پور سیکری اور آگرہ کے تاریخی مقامات کی سیر فرمائی۔ فتح پور سیکری میں حضرت سلیم الدینؒ اور آگرہ میں شاہجہان کے مزار پر دعا کی۔ تغلق آباد قلعہ کی سیر کی اور وہاں غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق کی قبر پر دعا کی۔ اسی طرح قطب مینار دیکھا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر تشریف لے گئے اور لمبی دعا کی۔ ۱۹؍دسمبر کی صبح بذریعہ ٹرین "شان پنجاب" امرتسر کے لئے روانہ ہوئے جو دوپہر اڑہائی بجے امرتسر پہنچی۔ اُسی روز شام چار بجے حضورؒ امرتسر سے ٹرین کے ذریعہ قادیان روانہ ہوئے۔ یہ ٹرین جو ۱۹؍دسمبر ۱۹۲۸ء میں (حضورؒ کی پیدائش سے اگلے روز) جاری ہوئی تھی، قریباً دو سال سے بند کردی گئی تھی۔ حضورؒ کی آمد کے بعد حکام نے ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء سے اسے دوبارہ چلادیا۔ حضورؒ ٹرین کے ذریعہ شام ۷ بجے قادیان سٹیشن پر ورود فرما ہوئے۔ جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے بعد حضورؒ ۴؍جنوری کو بذریعہ موٹر کار امرتسر اور وہاں سے بذریعہ ٹرین دہلی تشریف لے گئے جہاں پانچ روز قیام فرمانے کے بعد واپس قادیان تشریف لائے۔ دہلی میں قیام کے دوران کئی اخباری نمائندوں نے حضورؒ کے انٹرویو لئے۔ قادیان میں پانچ روز قیام کے بعد حضورؒ واپس دہلی تشریف لے گئے اور ۱۶؍جنوری کو وہاں سے بذریعہ طیارہ لندن واپس تشریف لے آئے۔

اپنے ایک ماہ کے قیام کے دوران حضورؒ نے چار جمعے قادیان میں پڑھائے۔ قادیان اور دہلی میں مجالس عرفان منعقد فرمائیں۔ درویشان قادیان کے گھروں میں تشریف لے جاکر دعائیں کیں اور حوصلے بڑھائے۔ بعض غیر مسلموں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی اور نہایت اہم ہدایات سے نوازا۔ ہندوستان کے لیڈروں کو اپنی تقریر کے ذریعہ پیغامِ انسانیت دیا۔ حضورؒ نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا: "مَیں ہندوستان میں جب سے آیا ہوں اور چل پھر کر جو حالات دیکھے ہیں، مجھے تو غربت کے دکھ کا کوئی مذہب دکھائی نہیں دیا۔ سکھ مصیبت زدہ ہو یا ہندو مصیبت زدہ ہو یا مسلمان مصیبت زدہ ہو۔ ہر دکھ کا ایک ہی مذہب ہے......اور غریب کا اور کمزور کا دکھ جب تک ہم محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں کرتے اس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہوسکتے۔...... خصوصیت کے ساتھ جب ہندوستان میں بے چینی دیکھتا ہوں یا پاکستان میں بے چینی دیکھتا ہوں یا ملکوں کو ملکوں سے نفرت کرتے ہوئے اور دُور ہٹتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرا دل کٹتا ہے اور مَیں انتہائی تکلیف محسوس کرتا ہوں اور مستقبل کے متعلق ایسے خطرات دیکھتا ہوں جن کا علم اگر آپ کو ہوجائے تو آپ کے پتے پانی ہوجائیں۔ بہت ہی خوفناک دن ہمارے سامنے آنے والے ہیں ...... ایسے انقلابات برپا ہوچکے ہیں جن کے نتیجہ میں مغربی طاقتیں ایک نئی شان کے ساتھ اور نئے یقین کے ساتھ اور ایسے عزم کے ساتھ دنیا پر قبضہ کرنے والی ہیں کہ جس کے بعد کمزور ملکوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کس طرح ان سے وہ چھٹکارا حاصل کریں۔......ایک دوسرے کے ساتھ پیار سے رہنا سیکھو ورنہ تمہاری باعزت زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔"

تقسیم ملک کے بعد قادیان میں جلسہ سالانہ کی حاضری جو تین چار ہزار سے متجاوز نہ ہوتی تھی اب ۲۵؍ہزار تک پہنچ گئی۔ خلافت احمدیہ کے یہ عشاق ۵۲؍ممالک سے تشریف لائے تھے۔ ہزاروں افراد نے قادیان کی گلیوں میں حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بے شمار غیر مسلموں نے نہایت عقیدت سے ملاقات کی اور بعد میں اس ملاقات کا ذکر انتہائی محبت اور عقیدت کے ساتھ کرتے رہے۔ اپنی جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب میں حضورؒ نے اسیران راہ مولیٰ کے لئے نہایت دردمندانہ دعا بھی کروائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ ابھی حضورؒ دہلی میں تھے کہ سکھر کے اسیران کی رہائی کی خوشخبری مل گئی۔ حضورؒ نے فوری طور پر ۲۱؍ڈبے مٹھائی منگواکر دہلی مشن میں مقیم افراد میں تقسیم فرمائی۔

اس مبارک سفر کے آخری جمعہ میں حضورؒ نے فرمایا کہ بہت سے مخلصین جذبات کی رو میں بہہ کر یہ سمجھتے ہیں کہ قادیان واپسی کے سامان ہوچکے ہیں۔ یہ جذباتی کیفیت کا پھل تو ہے لیکن حقیقت نہیں ہے کیونکہ مذاہب کی تاریخ میں ہجرت سے واپسی ہمیشہ پیغام کی فتح اور دین کے غلبہ کے ساتھ مشروط رہی ہے۔

پھر لندن واپس تشریف لانے کے بعد اپنے پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ واپسی آناً فاناً رونما ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ ایک دفعہ لے کر جائے گا پھر بار بار لائے گا اور امن کے ماحول میں ایسا ہوتا رہے گا۔ اس لئے مَیں نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی کیا تقدیر کب ظاہر ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک مرکز سلسلہ باہر ہی رہے، دارالہجرت میں ہی ہو خواہ پاکستان میں یا کسی اَور جگہ۔ اور قادیان کے حالات ایسے ہوں کہ بار بار خلفاء سلسلہ کو وہاں جانے کی توفیق ملتی رہے اور باہر بیٹھ کر قریب کی نگرانی کا بھی موقعہ ملتا رہے۔ جماعت کو اگر قادیان کی واپسی میں اور جماعت کے عالمگیر انقلاب میں کوئی دلچسپی ہے تو اس کی تیاری کرنی ہوگی۔

اپنے خطبہ میں حضورؒ نے قادیان کے لئے کئی منصوبوں کا اعلان بھی فرمایا۔ اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ یہ بات میرے دل میں راسخ ہوچکی ہے کہ یہ سفر کئی برکتوں اور کئی اعجاز کا حامل ہوگا۔

## انتھک محنت

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہر نمبر" میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب حضورؒ کے حوالہ سے اپنی یادیں بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ حضورؒ کی عادت تھی کہ کسی بھی لمحہ کو ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ جب مَیں کام کرتے کرتے تھک جاتا ہوں تو آرام کرنے کے لئے کوئی دوسرا کام شروع کردیتا ہوں، کام کی نوعیت بدلنے سے بھی جسم کو آرام ملتا ہے اگرچہ کام کرنے کا سلسلہ پھر بھی جاری رہتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک وقت میں دو تین کام بیک وقت کرلیتا ہوں۔

ماہنامہ "مصباح" ربوہ کے "سیدنا طاہر نمبر" میں شامل اشاعت مکرمہ مبشرہ بشارت صاحبہ کی ایک طویل نظم سے انتخاب پیش ہے:

تری ہر اک ادا ، ہنسنا ہنسانا کتنا پیارا تھا
کہ میرا ہی نہیں تھا تُو سبھی آنکھوں کا تارا تھا
دیئے جو پیار کے موتی انہیں ہر دَم لٹانا ہے
تمہارے نقش پا پر ہی قدم آگے بڑھانا ہے
نئی اِک شان سے ، اک آن سے مسرور آیا ہے
جو وعدہ تھا کیا ہم سے خدا نے وہ نبھایا ہے
ترا دامن جو تھاما ہے کبھی اس کو نہ چھوڑیں گے
ہمیں جو حکم دو گے اُس سے منہ اپنا نہ موڑیں گے

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday May 21, 2004 Issue No. 21


## حاصل مطالعہ


دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت


## برٹش انڈیا میں تحریک خلافت کا تاریخی پس منظر

بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم ملک العلماء، ظفرالدین قادری رضوی کے قلم سے:

''۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ کا جلسہ لکھنؤ میں ہوا اس میں کانگریس اور مسلم لیگ میں اور بھی یارانہ گانٹھا گیا ......اس سبب سے مسلمان جو خال خال کانگریس میں شریک تھے کچھ نمایاں تعداد میں شریک ہو گئے عجیب اتفاق کہ اس کے کچھ دنوں کے بعد جنگ عظیم ختم ہوئی اور مغلوب جماعت کو (جس میں سلطان المعظم بادشاہ ترک بھی تھے) تاوان جنگ دینا پڑا اور اس میں بھی ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہ کیا گیا۔ بلکہ جوروتشدد سے کام لیا گیا۔ جس کی وجہ سے سارے ہندوستانی مسلمانوں میں اس سرے سے اس سرے تک ٹرکی کے ساتھ ہمدردی اور ان کے ستانے والوں سے نفرت کی لہر دوڑ گئی۔

اس موقع کو مسٹر گاندھی اور ان کے ہم نواؤں خصوصاً علی برادران نے جو گاندھی کو ''باپو جی'' کہا کرتے تھے بہت غنیمت سمجھا اور ''خلافت کمیٹی'' قائم کر کے ظاہر میں ترکی کی ہمدردی اور درحقیقت ہندوؤں کی غلامی اور ہندوستان میں سوراج قائم کرنے کے لئے مغرب ومشرق، شمال وجنوب کو ایک کر دیا آسمان زمین کے قلابے ملا دیئے۔۔

مولانا عبدالباری نے کہا کہ فقیر ''نان کواپریشن'' کے مسئلہ میں بالکل ہیرو گاندھی صاحب کا ہے۔''

(۴) کتاب مذکور ''ان کو (گاندھی کو) اپنا رہنما بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں۔''

(۵) کتاب مذکور میں مزید لکھا کہ ''میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے۔ ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت
رفتی و نثار بت پرستے کردی

(۶) کتاب مذکور میں ہے کہ بوقت ہجرت حضور سرکار دوعالم ﷺ نے ایک راہنما لیا تھا جو غیر مسلم مشرک تھا اس وقت میں نے بھی اسی سنّت نبویہ کے اتباع کی ہے جب تک یہ راہ طے نہ ہو اسی مشرک کی پیروی مناسب ہے فقط فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہٗ۔

(۷) ''رسالہ ترک گاؤکشی'' مصنفہ حسن نظامی دہلوی میں لکھا ہے کہ ''ہندو ہمارے پڑوسی ہیں اور گاؤکشی سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے لہٰذا ہم گائے کی قربانی نہ کریں اور اس کے عوض دوسرے جانوروں کی قربانی کافی سمجھیں۔ چاہے ہندو خلافت کے کام میں ہمارے مددگار رہیں یا نہ رہیں ہم کو اس کی کچھ پروا نہ کرنی چاہئے کیونکہ مسلم قوم احسان کی تجارت نہیں کرتی اور بغیر عوض مطلب وہ پڑوسیوں کی خوشی وراحت کے کام میں حصہ لیتی ہے۔''

(۸) ایک اشتہار منجانب سیکٹریاں کانگریس وخلافت کمیٹی چھپا تھا جس میں لکھا گیا:

''خدا کا شکر ہے کہ ۱۶؍اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ہمارے ملک کے لیڈر ہمارے شہر کی خاک کو پاک کرنے کے لئے آرہے ہیں جس مہاتما نے سالہا سال سے ہمارے وطن کے لئے قربانی وخدمات کی ہیں۔''

(۹) سپاسنامہ اراکین انجمن اسلامیہ بریلی بوقت آمد گاندھی در شہر بریلی ؎

چل فخر قوم، حضرت گاندھی کو دیکھ آئیں

### انجمن اسلامیہ بریلی نے گاندھی کے آنے پر یہ سپاسنامہ پیش کیا

(۱۰) سپاسنامہ مذکور

فیض قدم سے جن کے بریلی بنی دلہن
اک اک گلی ہے رشک خیابانِ نسترن

(۱۱) سپاسنامہ مذکور

ہر اک مکان قصر بہشتی پہ خندہ زن
ہر اک باغ روکش صد گلشن عدن

(۱۲) سپاسنامہ مذکور

ایک مختصر سا شہر تھا گلزار بن گیا
سج کے نکھر کے مطلع انوار ہو گیا

(۱۳) سپاسنامہ مذکور

اک دھوم مچ گئی کہ مسیحا وہ آگئے !

(۱۴) سپاسنامہ مذکور

اقلیم دل پہ قوم کے حاکم یہی تو ہیں !

(۱۵) سپاسنامہ مذکور

ڈرتے ہیں اک خدا سے کچھ ایسے دلیر ہیں
مستغنی از ثنا ہیں ستایش سے سیر ہیں

(۱۶) سپاسنامہ مذکور

تعریف ان کی کر سکے کوئی یہ نادرست
خاموشی از ثنای تو حد ثنائے تست

(۱۷) سپاسنامہ مذکور

شوکت علی، محمد علی، بھی تو ساتھ ہیں
ہے قوم جسم، آپ دماغ اور یہ ہاتھ ہیں

(۱۸) سپاسنامہ مذکور

قوم شکستہ حال کا ہے پاک دل میں درد ہے

(۱۹) سپاسنامہ مذکور

مردہ تھی قوم آپ نے اس کو جلا دیا
ہم سب کو آب چشمۂ حیواں پلا دیا

(۲۰) سپاسنامہ مذکور

ہے ہر زبان پہ آپ کا ذکر اے مہاتما!

### گاندھی کے بارے میں کانگریسی مسلمانوں کے نظریات

(۲۱) اخبار اتفاق دہلی ۲۷ اکتوبر ۲۰ء تقریر ظفرالملک ''رفاہ عام'' لکھنؤ میں کہا گیا ''اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔'' یعنی گاندھی بالقوہ نبی ہے اگرچہ بالفعل نہ سہی۔

(۲۲) اخبار ''فتح'' دہلی جلد ۲ نمبر ۲۴۲ تقریر عبدالماجد بدایونی در جلسہ ''جمیعۃ العلماء دہلی'' خدا نے ان کو (گاندھی کو) تمہارے لئے ''مذکر'' بنا کر بھیجا ہے قدرت نے ان کو سبق پڑھانے والا ''مدبر'' کر کے بھیجا ہے''۔

(۲۳) اشتہار یوسف برادر کھڑکپوری ۲۱ دسمبر ۲۰ء مسٹر ابوالکلام آزاد نے کہا کہ ''کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لئے ہے۔ اگر خلافت کا فیصلہ ہو بھی جائے تاہم ہماری جدوجہد جاری رہے گی اس وقت تک کہ ہم گنگا جمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرالیں۔''

(۲۴) استفتار از بنارس ۶ محرم ۱۳۳۹ھ ''تلک'' کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہو کر ''تلک'' کے لئے دعا کی اور فاتحہ اور نماز جنازہ کا ان کی مغفرت کے لئے اشتہار دیا پھر قربانی گاؤ کو بخاطر اہل ہنود منع کر دیا۔''

غور استماع فرمائیے۔ وہی میری رائے کی ترجمان ہیں۔ میں حضرات مقررین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ان کے تمام بیان میری انہیں تحریرات کے دائرہ میں رہیں۔ اگر انہیں اس کا لحاظ رہا تو بہتر ورنہ ان تحریروں کے دائرہ سے باہر جو کچھ وہ فرمائیں وہ ان کی ذاتی رائے ہوگی۔ وہ فقیر کی آواز نہیں۔ میں اعلان کے ساتھ کہہ چکا اور کہتا ہوں کہ سلطنت اسلام نہ سلطنت بلکہ ہر جماعت اسلام نہ جماعت بلکہ ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کون سا مسلمان ہوگا کہ اماکن مقدسہ کی حفاظت نہ چاہے گا مگر دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہے اور ان کا ترک عقل ونقل دونوں سے خروج ہے۔ اوّل یہ کہ ہر فرض ہمیشہ بقدر قدرت ومشروط بہ استطاعت ہے۔ قرآن عظیم جابجا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زائد کسی کو حکم نہیں دیتا ایسی تحریکیں جو قدرت سے باہر ہیں اور ان کا نتیجہ یہاں کے مسلمانوں کی تباہی ہے۔ اسلام ومسلمین کی خیر خواہی نہیں صریح بدخواہی ہے۔ دوم اسلام کی تائید کبھی اللہ وقرآن ورسول ﷺ کو پیٹھ دے کر نہیں ہوسکتی۔ مشرکین سے اتحاد، ان سے وداد، ان سے استعانت، استمداد، ان سے موافقت و انقیاد، جس کی ہوا چل رہی ہے قطعی حرام ومخالفت اسلام ہے اور اس کے سبب دین پر سخت آفت آئے گی۔

آج وہابیہ دیوبندیہ کی ملکی سیاست میں مداخلت ہے انہوں نے جوش بے معنی دیکھ کر، موقع پایا اس میں اپنے مطلب کو شریک ہو لئے کل تک جو ان کو کافر یا بددین جانتے تھے ان سے مل کر متحد ہو گئے ان کی رکنیتیں، ان کی صدارتیں، ان کی تعظیمیں ہونے لگیں۔ اس سے سلطنت اسلامی یا اماکن مقدسہ کو فائدہ پہنچنا تو معلوم، وہابیہ کو اس سے کیا غرض۔ وہ تمام اہلسنّت کو مشرک جانتے ہیں سلطان عثمانیہ اور عام ترکوں کو کیا مسلمان جانیں گے۔ وہ اماکن مقدسہ کو شرکستان سمجھتے ہیں کیا ان کی حفاظت چاہیں گے؟ یہ تو زعم باطل ہے۔ وہاں وہابیت کے پنجے جمتے جا رہے ہیں اور یہ دین کی سخت بربادی ہے آنکھیں کھولو اور دوست دشمن کی تمیز کرو۔'' (صفحہ ۴۹۹، ۵۰۰) ؎

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق وشرا سے ملے ہوئے

(ساغر صدیقی)

''بفرض غلط و بفرض باطل اگر سب مسلمان زمینداریاں، تجارتیں، نوکریاں تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیں تو کیا تمہارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہارے ہی طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے۔ حاشا ہرگز نہیں، زنہار نہیں اور جو دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کاذب نہیں، مکار نہیں، اتحاد و وداد کے جھوٹے بھروں پر بھولے ہو، منافقانہ میل پر پھولے ہو سچے ہو تو موازنہ کر کے دکھاؤ کہ اگر ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو ادھر پچاس ہندوؤں نے نوکری، تجارت، زمینداری چھوڑ دی ہو کہ یہاں مالی نسبت یہی یا اس سے بھی کم ہے اگر نہیں دکھا سکتے تو کھل گیا۔ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا!

لاجرم نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ تمام اموال، دولتیں، دنیاوی جمیع اعزاز، جملہ وجاہتیں، صرف ہندوؤں کے ہاتھ رہ جائیں گی اور مسلمان دانے دانے کو محتاج بھیک مانگیں


باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں


معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

**اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً**

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔